مثنوی

یادِ اسلام



مصنفہ

عالی جناب منشی شاہ محمد ممتاز علی صاحب آہ امیٹھوی ظلہ العالی

تلمیذ رشید حضرت منشی امیر احمد امیر مینائی رحمۃ اللہ علیہ

حسب ارشاد

جناب مولانا شاہ محمد عبد الواحد صاحب سجادہ نشین درگاہ حضرت شاہ محمد لطف اللہ چشتی صابری فتحپوری سلمہ

باہتمام احقر العباد مرزا محمد جواد

نظامی پریس کٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ میں چھپی

ہدیہ بخدمت گرامی کرمفرما بندہ جناب سید ذکی الدین احمد صاحب

مقدمہ

متضمن احوال مصنف و ذکر شاعری و تصنیف منشی

از قلم معجز رقم طبیب شاعر ادیب کامل مولانا حکیم سید اعجاز احمد صاحب معجز رضوی سہسوانی مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

منشی ممتاز علی صاحب آہ قصبہ امیٹھی کے اس محترم خاندان کے بزرگ ہیں جسکا سلسلۂ نسب مشہور بزرگ حضرت مخدوم شیخ بہاؤ الحق خاصہ خدا قدس سرہٗ (المتوفی سنہ ۹۲۲ھ) تک منتہی ہوتا ہے۔

اس خاندان میں کثیر التعداد علماء و اولیا نامور ہوئے ہیں چنانچہ مولانا شیخ احمد عرف ملاجیون استاذ عالمگیر بادشاہ اور مولانا امیر علی مجاہد و شہید اسی خاندان کے افراد تھے۔

جناب آہ کی ولادت سنہ ۱۲۸۰ھ مطابق سنہ ۱۸۶۳ع میں واقع ہوئی۔ آپکے والد ماجد کا نام منشی سخاوت علی تھا۔ آہ صاحب نے اپنے والد مغفور کے سایۂ عاطفت میں تربیت پائی اور ابتدائی تعلیم اپنے نانا شاہ مظہر علی صاحب (سجادہ نشین آستانہ حضرت مخدوم شیخ بہاؤ الحق خاصہ خدا) کی

توجہ سے حاصل کی عمر کا آٹھواں سال تھا کہ اپنے والد کی معیت میں نواب گنج بارہ بنکی گئے اور وہاں ایک عزیز خان بہادر مولوی سید محمد حسین صاحب مرحوم کی ترغیب سے انگریزی اسکول مین داخل ہوئے اور عربی و فارسی کی تعلیم کے ساتھ انگریزی بھی شروع کردی جس کا سلسلہ ایک مدت قائم رہا۔

ضروری تعلیم سے فارغ ہو کر تلاش معاش ہوئی اور محکمہ بندوبست بنارس بستی۔ گورکھپور مین بصیغہ ملازمت قیام رہا۔ لیکن ملازمت کے یہ غیر دلچسپ مشاغل اُنکی خداداد قابلیت اور جوہر فطرت سے منافات رکھتے تھے اسلئے دیر تک وہ اس سلسلہ کے پابند نہ رہ سکے۔ ذوق شعر و قوت شاعری جو طبع سلیم مین ازل سے ودیعت تھی ابتدا سے آپکے شعر و ادب کے مذاق کو نمایاں کرتی طبیعت متخیلہ فکر شعر سے غافل نہ رہتی تھی اور وقتاً فوقتاً قصیدہ و غزل لکھتے رہتے تھے۔ منشی امیر احمد صاحب امیرؔ مینائی سے خاندانی قرابت کا سلسلہ مستحکم تھا اور وہ آپکی فطری استعداد سے باخبر تھے انھین کو اپنا کلام دکھاتے صلاح سخن لیتے۔ استاد کامل کی موقع بموقع داد نے حوصلہ افزائی کی اور امیرؔ کی غزل کے ساتھ گلدستوں مین آپ کا کلام بھی ملک مین مشتہر و مقبول ہوا۔

امیر مرحوم کے نامور تلامذہ میں اسوقت ریاضؔ۔ آہ۔ جلیلؔ موجود ہین

اور آج ہندوستان کی سخن شناس و سخن سنج جماعت ان حضرات کے کمال سے بخوبی آگاہ ہے اور انکی شہرت محتاج تعارف و اشتہار نہین ہے۔ یہ لوگ اور اُنکے ہم خیال نکتہ سنج شاعری کے تازہ انقلاب سے متاثر نہیں ہوئے اور دور جدید کی اصلاحات اور نئی نئی ترکیبوں سے بمراحل دور ہیں۔ جدید طرز کو زبان اُردو یا ادب و شعر کی ترقی نہیں جانتے بلکہ اسکو ادبی تنزل سے تعبیر کرتے ہین۔ فارسی مغلق ترکیبون اور دور دراز کار استعارات کو اُردو مین شعر پر ہنگامۂ رستخیز سے کم نہیں سمجھتے۔ جدید طرز کے دلدادہ اِن حضرات کو قدامت پسند اور ادبی ترقی کی راہ مین سنگ گران جانتے ہین۔ لیکن اس سے کسکو انکار ہوسکتا ہے کہ وہ اصول فن اور شاعری کے مقررہ قوانین کو جنھین انھون نے واضعان فن سے سلسلہ بسلسلہ حاصل کیا ہے سر ہر قدم پر پیش نظر رکھتے ہین اور اساتذہ کی تعلیمات پر کاربند ہین وہ سرچشمہ جو دلی یا میر و مرزا کے حدود سے نکلکر امیر و داغ و جلال کے عہد مین ایک مصنفا آب حیات کے لقب سے ملقب ہوا انھین کی سرگرمی اور خدمتوں کا ثمرہ ہے۔ انھین اصول و قواعد کی پابندی سے آج ہم اُردو زبان کو دوسری مہذب و متمدن زبانون کے مقابلے مین پیش کرنیکو تیار ہین۔ مرزا غالب نے آخر مین اسی نکتے کا احساس

کرکے پچھلے گناہون سے توبہ کی اور فرمایا ؎

طرز بیدل مین ریختہ کہنا　　　　اسداللہ خان قیامت ہے

آخر وہ کیا ادا تھی جس نے آتش کو ناسخ جیسے صاحب کمال کا مقابل بنادیا میر نے سودا کے کمالات و قوت شاعری پر تفوق حاصل کیا میر انیس کو ملک مین قبولیت کا خلعت پنہا دیا۔ زبان کا جوہر فصاحت و بلاغت شستگی و صفائی محاورہ اور روزمرہ ہے اور شعر مین وضاحت کی قید مسلم الثبوت شرط ہے مجھکو یہان اس بحث کو طول دینا منظور نہین ہے اسیلیے ناظرین معاف فرمائین۔ مین نے جو کچھ لکھا ہے اسکا مقصد صرف یہ ہے کہ قدیم طرز کی شاعری کا ذخیرہ ہی اردو زبان کی ترقی کا سرمایہ ہوسکتا ہے اسیلیے اساتذہ قدیم اور وہ بزرگ جو انکے مقدس مزارات کے مجاور ہین اور انکے نصب العین کو پیش نظر رکھتے ہین انکو زبان اردو پر ملکیت کا دعوے زیب دیتا ہے کیونکہ انھین کے ہاتھون سے اس باغ کی آبیاری ہوئی ہے اور وہ اسکے وارث حقیقی ہین لیکن انکے اصول سے ہٹنے والے اسکا حق نہین رکھتے کہ اپنی جدید قطع و برید کو زبان کی خدمت کہین یا ان کے طریقون کو حقارت کی نظر سے دیکھین۔

حضرت آہ جناب امیر مینائی رح کے مایہ ناز شاگرد اور زبان اُردو کے محقق ہیں۔ اُن کے کامل الفن ہونے میں کوئی شک کی گنجائش نہیں۔ ان کی شاعری کی پنجاہ سالہ مشق اسی کے ساتھ دفتر امیر اللغات کے عہدۂ سکریٹری کے دقیق و مفید فرائض کے ثمرات کا کون انکار کرسکتا ہے۔ اُستاد کی صحبت اور بزرگانہ شفقت اس پر طرہ ہے۔ ایک جوہر قابل کیلیے یہ نادر الوجود اتفاقات سونے پر سہاگا نکلے اس قابلیت و پر مائگی و وسعت معلومات و تحقیق فن کے ساتھ آپکی قوت شاعری و جودت طبع کے نتائج غزلیات و قصائد وغیرہ ہیں اور ابتک جو کچھ کلام پرچوں گلدستوں وغیرہ میں شائع ہوا ہے وہ مشتے نمونہ از خروارے کا مصداق ہے۔

منشی امیر احمد صاحب مرحوم نے جب ریاست رامپور میں امیر اللغات کی تالیف کا کام شروع کیا تو منشی ممتاز علی صاحب آہ پر اُن کی نظر انتخاب پڑی اور ۱۸۸۹ع میں ان کو اپنے پاس بُلا کر اس مفید مشغلے میں ممد و معاون بنایا رامپور میں علاوہ منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی رح آہ صاحب کے چند اعزہ بھی ریاست کے معزز مناصب مامور تھے

اور اُن کے ماموں حافظ شاہ محمود علی صاحب فدا مرحوم سجادہ نشین
درگاہ حضرت مخدوم خاصہ خدا بسبب تعلقات قرابت اکثر رامپور
میں قیام رکھتے تھے اُن کی وفات نے آہ صاحب کو ایک روحانی صدمہ
پہونچایا اور اُسی وقت سے اُنکے اطمینان و آسائش میں فرق آگیا اور
اس واقعے کے تلخ تر نتائج نے آپ کو زیادہ سراسیمہ و مضمحل کردیا۔ آخرکار
رامپور کے قیام سے دل اُچاٹ ہوگیا اور منشی امیر احمد صاحب مرحوم
نے بصد تاسف و ملال مجبوراً انکی درخواست مفارقت منظور کی
چنانچہ ۱۸۹۴ء کے آخر میں اُنھوں نے سفر وطن کیا۔ آپ کے شفیق
بزرگ خان بہادر مولوی سید محمد حسین صاحب مرحوم اسوقت ریاست
کھیراگڑھ ضلع رائے پور ملک متوسط میں دیوان تھے جب اُن کو آہ
صاحب کے ترک تعلق کا حال معلوم ہوا تو اپنے پاس بُلا لیا۔ آہ صاحب
کی خاطر برداشتگی و وحشت طبع شغل ملازمت کی اجازت نہ دیتی تھی
لیکن المامور معذور اپنے محترم بزرگ کی تعمیل حکم کو واجب سمجھکر
کھیراگڑھ پہونچے اور مئی ۱۸۹۵ء میں مختار ایجنسی مقرر ہوئے۔ اور
فروری ۱۸۹۶ء میں تحصیل ڈونگرگڑھ ریاست کھیراگڑھ کی تحصیلداری

پر مامور ہوئے۔ آپ وہاں نہایت نیکنامی اور امانت و دیانتداری کے ساتھ اپنے فرائض منصبی انجام دیتے رہے اور رعایا کی نظروں میں ہر دلعزیز اور حکام بالا کی نظروں میں نہایت معزز و موقر رہ کر قریب تیس ۳۰ سال ملازمت کر کے مئی ۱۹۲۵ء سے پنشن پا رہے ہیں اولاد ذکور میں آپ کے چار فرزند عمدہ تربیت و تعلیم پا کر اپنے اشغال معاش میں مصروف ہیں۔ شائستگی ظاہر و باطن و شرافت طبع ان کا جوہر فطرت اور سیر چشمی و خوش اخلاقی و ہمدردی انسانی انکی موروثی و خاندانی فضیلت ہے۔ یہ تمام اوصاف انکی اولاد میں بھی بدرجہ اتم موجود ہیں

فالحمد للہ علیٰ ذٰلک   الولد الحر یقتدی بآبائہ الغر

آہ نے ریاست رام پور میں اردو شاعری کا عروج ایک مدت تک دیکھا ہے معرکۃ الآرا مشاعروں میں غزلیں سنا کر اساتذہ فن سے داد کلام لی ہے۔ نامور شعرا کی صحبتوں کا حظ اٹھایا ہے منشی امیر احمد صاحب مرحوم کے انتقال کے بعد جناب آہ کی شعری و ادبی دلچسپی میں بہت کچھ فرق آگیا اور اب تو زمانے کا رنگ دیکھتے ہوئے خاموشی اختیار کر چکے ہیں پہلے حضرت ریاض و جلیل کی تحریکات و ترغیبات سے

سے کبھی کبھی شاعرانہ جذبات اُبھر آتے تھے اور غزلیں لکھنے کی نوبت آجاتی تھی مگر اب ایسی تحریکوں سے بھی انکی قوت حاسہ متاثر نہیں ہوتی۔ انھوں نے شاعری کے لباس میں زبان اُردو کا دلشکن انقلاب کلیجہ تھام کر دیکھا ہے۔ اس ناز یبا منظر سے دوچار ہونا یا اِس ہنگامے میں اپنی ذات کو نمایاں کرنا انکی غیور طبیعت کو گوارا بھی نہیں ہو سکتا اُنکے خیالات و کمالات کی داد اسی جماعت سے ملسکتی ہے جو بزرگوں کی روش اور اصُول فن کو نظر پسندیدگی سے دیکھتی ہے۔

جناب آہ کے بارے میں اُن کے اُستاد کے خیالات کو دیکھو تو معلوم ہوتا ہے کہ آہ زبان اُردو کے محقق زباں داں شعرا سے ہیں انکی وقت نظر، وسعت معلومات پر اُستاد کو اعتماد و وثوق تھا۔ دفتر امیر اللغات کی خدمت پر اُنکا انتخاب ہونا اور بحسن و خوبی اسکے فرائض کا انجام دینا آہ کی قابلیت کا بیش بہا تمغہ ہے منشی صاحب نے اپنے خطوط میں موقع بموقع اظہار رائے کیا ہے۔

جب "صنمخانۂ عشق" دوسرا دیوان آہ کو بھیجا تو اُسکے ساتھ ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"تمہاری نظر دقیق سے مورد ایرادات نہ ہو یہ تو محال ہے مگر خیر اٹھتی پینٹھ کا سودا ہے گاہک پسند کرے یا نہ کرے"

ایک اور خط میں لکھتے ہیں :۔

"بہت خوشی اور شکرگزاری کی بات ہے کہ تم کو اپنے امیر اللغات کا خیال باقی ہے معلوم ہوتا ہے کہ تمہاری قابلیت و لیاقت سے ابھی کچھ اور نفع اٹھانا اسکی قسمت میں لکھا ہے۔ میرے خیال میں تقدیم اسی کام کو ہونا چاہیئے کہ تیسرا حصہ جو مکمل ہے اسکو ایک نظر پھر دیکھ جاؤ۔ بہرحال تم لغت کا حال مجھ سے کہیں زیادہ اچھا جانتے ہو تمھیں اس باب میں کچھ لکھنا یا بتانا عبث ہے تمہارے ہی ہاتھ کا کام ہے اور تمھیں اسکے بانی مبانی ہو"

معلوم ہوتا ہے کہ تدوین امیر اللغات کے ابتدائی منازل اور اسکی فراہمی اسباب و سخنوان بندی میں آہ کو دخل تام تھا اور اسکی تالیف میں یہ منشی صاحب کے دست راست تھے۔ اور وہ اس علمی و تحقیقی مشغلے میں انپر وثوق کامل رکھتے تھے۔ نیز آہ کے چلے آنے کے بعد جو کچھ تاسف اور ملال لاحق ہوا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انکی نظر میں آہ کا بدل غیر ممکن الحصول

تھا۔ سکریٹری کالج کے عہدہ پر ہو جانے پر بھی اُنکی آنکھیں آہ کو ڈھونڈھتی تھیں اور ہر حال میں وہ اُنسے طالب اعانت ہوتے تھے۔ ایک اور خط میں لکھتے ہیں:-

"میر مومن حسین صفی نے "گلبن" نام ایک گلدستے کا اشتہار آگرے سے دیا ہے اور اس میں تمہارے اور پیارے جلیل کے پھولنے پھلنے کو کیا اچھی طرح کی ہے ~ شوخی کا کچھ لگاؤ تمہاری حیا میں تھا۔ خدا تمہیں اطمینان دے تو رنگ جما دو بلکہ اُڑا دو"

جب حضرت امیر نے بعض شاگردوں کو صلاح شعر سے اپنی معذوری و کم فرصتی کا عذر لکھا تو انھوں نے درخواست کی آپ اپنے شاگردوں میں کسی کو بتائیے جسکے پاس غزلیں بغرض صلاح روانہ کی جائیں اُسکے جواب میں امیر مغفور تحریر فرماتے ہیں:-

"ریاض۔ آہ اور جلیل ہیں ان میں سے جس سے چاہو صلاح لو"

آہ کے کلام کی خصوصیات میں زبان کی شستگی و صفائی اور سلاست و انسجام قابل تحسین و داد ہے وہ اس صنف میں اپنے ہمعصروں سے ممتاز ہیں۔ اُن کا یہ جوہر نازک تخیلات ادبیانہ مضامین

کے ساتھ بھی ہاتھ سے نہیں جاتا۔ غزل کو ایک ادائے خاص کے ساتھ انجام دینا اور اُسکے حقیقی مفہوم کو نمایاں کرنا آہ کا خاص وصف ہے۔ امیر مرحوم کی غزل سرائی کا انداز اگر دیکھنا ہو تو آہ کے کلام کا بڑا حصہ رہنمائی کر سکتا ہے ملاحظہ ہو۔

مندمل و بیدا سے زخم جگر ہو جائیگا صوف مرہم مجھکو ہر تار نظر ہو جائیگا
میرے آنسو کی نہ کہیے عرش کا تارا ہے یہ قطرۂ نیساں بہت ہوگا گہر ہو جائیگا
بعد مدت آرزوئے خندہ لایا ہے زخم دوستو کیا یہ بھی نذر چارہ گر ہو جائیگا
بحر عالم میں مری ہستی ہے مانند حباب جب کھلیگی آنکھ دنیا سے سفر ہو جائیگا

مضمون کی بلندی بندش کی چستی کلام کی فصاحت ہر شعر سے ظاہر ہے امیر کے طرز کو اسطرح نباہنا حضرت آہ ہی کا حصہ ہے۔ دوسرا شعر بلندی تخئیل کے ساتھ زبان کی شستگی کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ آہ کے اکثر کلام میں سہل ممتنع کی شان پائی جاتی ہے اور لطف یہ کہ مذکورہ اشعار ابتدائی مشق سخن کا معیار ہیں۔

روز اُس کوچے میں اچھا نہیں آنا جانا آہ اس راہ میں ٹھوکا نہ کہیں کھا جانا

کیسا بیساختہ اور برجستہ مطلع ہے۔ بول چال کی خوبی کا اندازہ اس شعر

ہے کیجئے ؎

جان دو بھر ہے غم ہجر میں وعدہ کیسا
اے اجل کل کے عوض آج ہی تو آجانا

مرزا غالب کے تخئیل کا کرشمہ ذوق دشت نوردی کا ثبوت ان الفاظ میں پیش کرتا ہے ؎

اللہ رے ذوق دشت نوردی کہ بعد مرگ
ہلتے ہیں خود بخود مرے اندر کفن کے پاؤں

یعنی مرنے کے بعد جو پاؤں کو حرکت ہے اسکی وجہ ذوق دشت نوردی ہے مرزا نے سبب یا توجیہ حسن تعلیل کے ساتھ بیان کی ہے اگرچہ دعویٰ محض بے دلیل بلکہ فرضی ہے جیسا لفظ "خود بخود" ظاہر کر رہا ہے۔ بخلاف اسکے رئیس المتغزلین حضرت مومن دہلوی نے بعد مرگ جو خرق عادت دکھایا ہے ارباب نظر سے مخفی نہیں فرماتے ہیں ؎

ہم اور یہ بدعت تپش دل کے سبب سے
مومن مرے سینے پہ رہے بعد فنا ہاتھ

ایک گہری نیند سونے والے کی حالت کا وہ نقشہ ہے جو ہر شخص کے پیش نظر ہے اور کسی طرح مستبعد نہیں معلوم ہوتا کیونکہ خواب مرگ کو

نیند سے بہت کچھ مناسبت ہے لیکن پاؤں کا ہلنا ایک نئی بات ہے اور فنا میں جو مبالغہ ہے وہ مرگ میں کہاں۔ آہ صاحب بھی اسی دعوے کو اپنی نادر توجیہہ کے ساتھ پیش کرتے ہیں ؎

ہاتھ اسی دھڑکے سے سینے پہ پس مرگ بھی ہیں
جان جانے پہ بھی بھولا نہیں دل کا جانا

حکیم مومن خان مرحوم نے ایک سچا نقشہ دکھایا ہے یعنی جس ہیئت و وضع پر آدمی مرتا ہے مرنے کے بعد بھی وہی حالت رہتی ہے۔ لیکن آہ صاحب نے صرف لفظ "بھی" لاکر اس حقیقت کو الفاظ میں واضح کر دیا کہ زندگی میں جو حالت تھی وہی بعد مرگ بھی باقی ہے اور اسکا سبب دل کا جانا ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا کہ دل کا جانا عشاق کے نزدیک جان کے جانیسے زیادہ مصیبت خیز سانحہ ہے ہاتھ کا سینے پر ہونا جس طرح تپش دل کیلیے عرض لازم ہے اسیطرح غایت تاسف پر دال ہے۔ درحقیقت یہ دونوں تخئیلیں ایک فطری حالت پر مبنی ہیں جو ہر طرح قابل تسلیم ہیں۔

فارسی اور اردو شعرا کے مسلک میں اغیار سے محبوب کے تعلقات

کا اظہار کرنا غزل کا ایک رکن قرار پاچکا ہے۔ یہ خیال درحقیقت اچھا ہے یا برا اس سے قطع نظر کرکے یہ دیکھنا ضرور ہے کہ سنجیدگی، شائستگی کا پہلو کہاں تک نمایاں کیا گیا ہے اور اسمیں خوش اسلوبی و غیرتمندی کا بھی کوئی جذبہ شامل ہے یا نہیں۔ مرزا غالب نے اسی حمیت سے کام لے کر کہا ہے ؎

ہے مجھکو تجھسے تذکرۂ غیر کا گلہ — ہرچند بر سبیل شکایت ہی کیوں نہو

لیکن حکیم مومن خاں مغفور کی غیور طبیعت نے کچھ اس سے زیادہ تصرف کرکے اس خیال کو ظاہر کیا ہے ؎

گر آپ نے جواب برا ہی دیا تو لے — مجھسے بیان کیجیے عدو کے پیام کو

غیرتمندی کا جوش اس سے زیادہ کیا ہو سکتا ہے لیکن مرزا صاحب نے ایک دوسری جگہ اسکے خلاف اپنے معشوق کا برتاؤ گوارا کیا ہے فرماتے ہیں ؎

تم جانو تم کو غیر سے جو رسم و راہ ہو — مجھکو بھی پوچھتے رہو تو کیا گناہ ہو

یہ معافی و درگذر نہیں بلکہ رواداری کا انداز ہے جس سے چشم پوشی کسی طرح روا نہیں ہے ایک اور غزل میں کہتے ہیں ؎

صحبت میں غیر کی نہ پڑی ہو کہیں یہ خو — دینے لگا ہے بوسہ بغیر التجا کیے

عجیب و غریب ادا شاہدان بازاری سے بھی آگے قدم بڑھا رہی ہے بخلاف

اسکے مومن مغفور نے بدگمانی کو بھی ایک گناہ سمجھا ہے ؎

بے پردہ غیر سے نہوا ہوگا شب کہ صبح
آنکھوں میں شرم تھی نہ نظر میں حجاب تھا

مطلب یہ ہے کہ بے حجابی وبے شرمی دلیل عصمت و پاکبازی ہے۔ کیونکہ مجرم ہمیشہ شرمندہ ونادم ہوتا ہے اور پاکباز بے باک لیکن بعض مواقع پر بدگمانی لازمۂ عشق ہوتی ہے۔ عاشق کا مضطرب دل سوءظن کئے بغیر نہیں رہتا اور یہ بدگمانی تعلق غیر کی ناگواری کو خود ثابت کرتی ہے عاشقِ صادق ہر پہلو سے معشوق کی اداؤں کا نظارہ کرتا ہے اور چھپے ہوئے خطرات کو نمایاں کرتا ہے۔ چنانچہ آہ نے اسی خیال کو مدنظر رکھ کر ایک مشتبہ حالت کی تصویر ان الفاظ میں کھینچی ہے ؎

غیروں سے نظر بازی گو جھوٹ ہی ہو لیکن
کچھ شرم جھلکتی ہے اُس شوخ نگاہی میں

شرم بھی حسن کا خوشنما زیور ہے لیکن آہ کی غیرتمند طبیعت اسمیں بدگمانی سے کام لیتی ہے اور غیور دل اس ناگوار خطرے کے خیال سے کانپ رہا ہے۔ آہ نے ایک شعر میں مرزا بیدل علیہ الرحمتہ کے اس خیال کو ؎

اگر شرارم تو شعلہ کاری وگر بہارم تو آبیاری
زحیرت آخبر نہ داری گزارم آئینہ روبریت

کس ایجاز و سادگی کیساتھ ظاہر کیا ہے ؎

اپنی صورت آئینے میں دیکھلو آپ میں اپنی کہوں رودا دکیا

لیکن دونوں کا مفہوم جدا اور ایک دوسرے سے متغائر ہے۔ آپ نے اکثر عام روش کے خلاف بدیع الاسلوبی کا حق ادا کیا ہے ملاحظہ ہو ؎

آئینہ دیکھتے ہیں وہ پھولوں کو دیکھکر
چوری کا ہے گمان نسیم بہار پر

تشبیہہ معکوس کے ضمن میں چوری کی نسبت نسیم کی جانب کی ہے اور معشوق کے رنگ رخسار کو اصل قرار دیا ہے۔ ورنہ عام طریق اسکے خلاف ہے۔

کچھ ہنسو بولو خدا کے واسطے بُت بنے بیٹھے ہو یہ کیا بات ہے
کہتے ہیں تم دو بھی دل تو ہم لیں واہ رے حسن طلب کیا گھات ہے
بُت سراپا حسن ہیں پر سنگدل حق ہے بے عیب اک خدا کی ذات ہے
آئی پیری بال ہیں اکثر سفید دب گئی بازی سیہ اب مات ہے

تغزل کی شان اور کلام کی صفائی و برجستگی کا اندازہ مذکورہ اشعار سے کیجئے اگر ان اشعار کو نثر بنا لیجئے تو بھی یہی صورت قائم رہیگی۔ یہ بشاشی اور بختگی آہ کے سوا کسی کے پاس کم نکلیگی۔ آخری شعر تو اپنے باب میں فرد ہے۔

یہ مسلم ہے کہ شعر کی خوبی تخیّل کی خوبی پر منحصر ہے شاعر کا تخیّل کیسا ہی بلند ہو اگر تخیّل کا اسلوب موثر نہیں واقع ہوا تو تخیّل کی بلندی لائے اور شعر بے تاثیر ثابت ہوگا۔ اسطرح اگر تخیّل چندان دقیق اور بلند نہو لیکن تخیّل کا عنوان دلچسپ ہو تو شعر کامیابی کے ایک پایے پر سمجھا جائیگا جیسے میر صاحب کا شعر ؎

اب کے جنوں میں فاصلہ شاید نہ کچھ رہے
دامن کے چاک اور گریباں کے چاک میں

مرزا غالب نے فارسی مین ایک سادہ مضمون کو دلکش تخیّل کے سانچے مین ڈھالا ہے ؎

مکن تغافل ازین بیشتر کہ می ترسم
گمان برند کہ این بندہ بے خداوند است

آہ کا شعر اسی رتبے کی تخیّل کے ساتھ دست و گریبان ہے ؎

کچھ زمانے کو آس تو ہوتی　　　تجھ پہ لطف ایکبار ہونا تھا

مرزا نے یہ خیال پیش کیا ہے کہ میری جانب سے آپ تغافل اختیار کرینگے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ لوگوں کی نظر مین اس بنا پر آپ سُبک ہونگے کہ مجھ پہ بندۂ بے خداوند ہونے کا گمان ہوگا۔ حالانکہ اتبک سب آپ کو میرا خداوند جانتے رہے ہین۔ آہ نے مخلوق کی یاس و ناامیدی کی حالت پر ترس کھاکر معشوق کو اُبھارا ہے کہ مجھپر لطف و کرم ایک بار بھی ہوجاتا تو لوگ مایوس ہوکر آپ کی محبت سے دست بردار ہوتے کامیابی کی اُمید مین زندگی بسر کرتے اور عام طور پہ یہ ثابت ہوجاتا کہ آپ کی مہربانی سے متمتع ہوجانا کوئی امر محال نہین ہے بلکہ ممکن الوقوع شئے ہے جسکی توقع کیجاسکتی ہے۔ ایک بار کا لفظ آہ کے شعر مین نہایت جامع واقع ہوا ہے جسکی تعریف نہین کی جاسکتی۔ اسی طرح مرزا صاحب کا یہ اُردو شعر ہے سہ

قاصد کے آتے آتے خط اک اور لکھ رکھون　　　مین جانتا ہون جو وہ لکھینگے جواب مین

شعر اپنی جگہ لاجواب ہے۔ حاصل مضمون یہ کہ مرزا صاحب اپنے معشوق کی خو بو سے اسقدر واقف اور ایسے مزاجدان ہین کہ بغیر جواب آئے

جواب الجواب تیار کر سکتے ہین اور قاصد کے آنے کے بعد جواب لکھنے مین جو وقت صرف ہو گا وہ حاجِ مدعا ہو گا۔ کیونکہ اُسی قدر پہنچنے مین دیر ہو گی۔ آہ نے اس خیال کو پہلی ہی منزل مین طے کرنا چاہا اور کہدیا ؎

لاؤ خط مین لکھے تو دین جی بھر کے دلکی حسرتین
یہ تو جانے بیٹھے ہین جو کچھ جواب آنیکو ہے

آہ کو بھی جواب کا علم اور اپنے علم کا یقین ہے لیکن فرق یہ ہے کہ اُن کو پہلے ہی سے یقین حاصل ہے اور مرزا صاحب کو دوسری تحریر لکھتے وقت معشوق کی مزاجدانی حاصل ہوئی ہے اور قاصد کے جانے کے بعد ایک نیا خیال پیدا ہوا ہے آہ نے "جی بھر کے دل کی حسرتین" لکھکر مضمون کو بالکل صاف کر دیا اور شعر کی تاثیر کہین سے کہین پہنچ گئی۔ آہ کی رفعت تخیل کی غیر متعدد مثالین اُن کے کلام سے ملتی ہین۔ اشعار ذیل بطور نمونہ حاضر ہین ؎

دل ڈوب رہا ہے اب دُنیا سے کنارہ ہے
ساحل نظر آتا ہے کشتی کی تباہی مین

اُٹھی جو وان نقاب تڑپ یان ٹھہر گئی
بجلی چمک کے ہاتھ مرے دلپہ دھر گئی

دیکھے اے خیال آنکھون کے پردون مین ڈھونڈ لے
تصویر یار ابھی تو یہین تھی کدھر گئی

مجھسے بگڑے تو بن پڑی میری — اُٹھ گئے ڈر کے غیر محفل سے

دوری مین بھی کچھ اور گمان ہو نہین سکتا
تم ہو گے جہان کوئی وہان ہو نہین سکتا

محاورہ اور شستگی وصفائی زبان کا ساتھ کہین نہین چھوٹتا۔ یہ آہ کی طرز خاص ہے۔ حضرت آہ جس طرح طلب شہرت و ناموری سے مستغنی ہین۔ اسی طرح اُنکا مزاج قناعت پسند اور طرز زندگی سادہ و بے تکلف واقع ہوئی ہے دنیوی ہوا و ہوس سے بہت دور اور فقر و استغنا کے جوہر سے دلکو معمور رکھتے ہین درویشی کا نشہ رضا و تسلیم کے میخانے مین اُنکو سرمست رکھتا ہے۔ اپنی زاویہ نشینی و گمنامی کا ذکر خود کیا ہے ؎

عنقا کا نشان نام سے یان نام بھی غائب — مجھسا کوئی بے نام و نشان ہو نہین سکتا

تسلیم و رضا کا شیوہ جسمین خود ممتاز ہین ان الفاظ مین دکھایا ہے ؎

مین کس سے شکایت کرون اور کسکی شکایت
صد شکر کہ جو کچھ ہے وہ سب کچھ ہے ادھر سے

کرتے ہین گلہ کیونکر شکتے ہین کرم کس کو
عمر اپنی تو گزری ہے تسلیم و رضا ہی مین

شکر کو شکایت پر ترجیح ہے ؎

دل گیا جان گئی کچھ بھی شکایت نہوئی
ہمکو شکر غم جانان ہی سے فرصت نہوئی

مروت اور علو ہمت کا ثبوت اس طرح دیتے ہین ؎

دینا ہی پڑیگا کوئی مانگے گا اگر دل
ہم کیا کرین ہمسے بھی انکار ہو گا

آزادی کا جوہر کس خوبی سے ظاہر کیا ہے ؎

آپ اپنا غم نہین مجھکو تو پھر
میرا غم ہی کیا مرے غمخوار کیا

آپ کے کلام مین جا بجا حقیقت و معرفت کے مضامین کی جھلک انکے صفائے باطن کے ساتھ جمال ازلی کے مشاہدے پر روشنی ڈالتی ہے اشعار ذیل سے اندازہ کیجئے۔ عجز و نیاز کا اظہار کس خلوص کے ساتھ کرتے ہین ؎

ترے در کے قابل یہ سر تو نہین ہے　　مجھے بھی کوئی اور در تو نہین ہے

نعمت عشق کا شکر یہ ادا کرتے ہین ؎

کشش حسن کی یہ ذرہ نوازی دیکھو
جس کو دیکھا ہی نہین اسکے طلبگار ہین ہم

اپنی بود کو نابود کرنا اسی طرف کا اشارہ ہے ؎

مٹانے لگا ہون مین ہستی کو اپنی　　سمجھنے لگا ہون زبان محبت

شاہد حقیقی مرتبہ بے نیازی مین ناز سے مستغنی ہے اس ادا کو دکھاتے ہین ؎

قتیل بے نیازی جب ہے عالم　　بلا قاتل کی تیغ ناز تولے

ذوق فنا کی حالت بیان کرتے ہین ؎

جو نظر مین اپنی کھٹکتا ہے مرے دوستو مین وہ خار ہون
مری زندگی کا ثمر ہے یہ کہ مین آپ اپنے پہ بار ہون

راسخ الاعتقادی کا یہ عالم ہے ؎

ہوتے بے عیب تو ایمان ہی اپنا جاتا
شکر کی جا ہے بتون مین جو مروت نہوئی

ہستی مخلوق ہستی خالق کی دلیل ہے اسلیے عارف کو ہر موجود کی قدر کرنا
واجب ہے ؎

کہین زخم ہین کہین داغ ہین، یہ عنایتون کے نشان ہین سب
یہ شگوفے جسنے کھلائے ہین اُسی باغبان کی بہار ہون

قدرت و مشیت آلہی کا پایہ یہ ہے ؎

اپنے دل مین جو کچھ آیا اپنی مرضی جو ہوئی
میرے سمجھانے کو نام اسکا مقدر رکھدیا

عاشق کے نیاز پر معشوق کی توجہ لازمی نہین ہے ورنہ صفت بے نیازی
مین فرق آئیگا ؎

ہائے رے میرا نیاز اور ان کا کہنا ناز سے
اچھے آئے آستانے پر مرے سر رکھدیا

خوف آلہی اور بیم عقبےٰ کا یہ منظر ہے ؎

غل ہوگیا کہ ایسا گنہگار بچ گیا   رحمت کی دھوم ہوگئی میرے گناہ سے

مین قبر تلک مر کے بھی پہنچون کہ نہ پہنچون
یہ فکر مجھے دوری منزل سے لگی ہے

سوز محبت کا یہ عالم ہے ؎

جلی رات بھر شمع تو کیا جلی
یہان عمر گزری ہے جلتے ہوئے

تمام موجودات کا مرجع یا اصل واحد ہے ؎

عشق اور حسن کو ہے سوز تجھی سے حاصل
شمع و پروانے نے اک آگ سے جلنا جانا

بیخودی بھی معشوق حقیقی کی طلب مین سالک کیلیے حجاب بن جاتی ہے ؎

خودی ظالم گئی تو بیخودی نے آکے کھنڈت کی
ہمارے اُنکے پردہ کوئی حائل ہو ہی جاتا ہے

آہ کی قدرت کلام ہر صنف کے مضامین کو غزل مین جگہ دیتی ہے لیکن رنگ تغزل مین فرق نہین آتا۔

افسوس آہ کا دیوان اسوقت پیش نظر نہین نیز بخیال اطالت اس مختصر مین زیادہ لکھنا بھی منظور نہین ہے ورنہ ناظرین کی ضیافت کا عمدہ سامان اور بھی پیش کر سکتا۔ مجبوراً ما حضر پر قناعت کیجاتی ہے

آپ صرف غزل گو شاعر نہین بلکہ انکی قدرت اصناف سخن
مین محتاج بیان نہین۔ مین پہلے ذکر کرچکا ہون کہ شاعری انکا
چھوٹا ہوا مشغلہ ہے۔ مدتین سے وہ اس فن سے برکنار ہین لیکن چونکہ
دل مین اسلامی حمیت اور دینی غیرت کا جوش رکھتے ہین اور
اب ان کے اوقات عزیز زیادہ تر فکر زاد راہ عقبے مین صرف
ہوتے ہین اسلیے گاہ گاہ فکر سخن بھی اسی دائرے مین ہوتی ہے
چنانچہ آپنے بالفعل ایک مثنوی احوال ماضی وحال اسلامی کا آئینہ
بناکر ملک کے سامنے پیش کی ہے۔ یہ ایک عظیم الشان دینی خدمت
ہے جسکی داد صرف بارگاہ رب العالمین ہی سے مل سکتی ہے۔ شاعرانہ
تحسین و توصیف کرنا اسکے رتبے کے منافی اور غرض تصنیف کے
منافی ہے۔ اسکا واقعی وصف اسیقدر ہے کہ اسوقت اس موضوع
پر قلم اٹھانے کی ضرورت تھی اور اب بھی ہے۔ مولوی الطاف حسین
حالی مرحوم نے مدوجزر اسلام مین اپنے زمانے کی ضرورت کا حق
کما ینبغی ادا کیا اور قبولیت کا سہرا اسکے سر رہا۔ قوم مین ایک
احساس پیدا ہوا۔ ہوا کا رُخ بدل گیا۔ قوم کی صلاح بہت کچھ ہو گئی۔

پچاس سال مین مسلمانون کی کایا پلٹ گئی - اور قدیم تنزل و ادبار کی گھٹا اسی کے دم قدم سے کھلی لیکن ہر زمانہ اپنے ساتھ نئے حوادث نئی ضرورتین لاتا ہے - نئی نئی صورتین رونما ہوتی ہین - موجودہ زمانے مین اسلام کو جو نیا جامہ پہنایا جا رہا ہے اس مین درحقیقت اسکی اصلی صورت ہی بے نمود ہوئی جاتی ہے اسلیے حضرت آہ کا دل دکھا اور اسلام کی سچی اور اصلی تصویر پیش کرتے ہوئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو بیان کر کے اسلام کو ایک فطری مذہب ثابت کیا ہے اسکے بعد جدید تعلیم یافتہ جماعت کے شبہات کے مسکت جوابات اور عقلی دلائل بیان کئے ہین جن سے آزاد خیال جماعت کی کامل تشفی ہو سکتی ہے - ایسے روکھے مضمون کو مخاطب کے دلنشین کرنے کیلیے آہ صاحب نے بیان کا انداز اور زبان کی شستگی کو اس حد تک پہنچایا ہے جسکی تعریف نہین ہو سکتی - اسکو مصنف کی کہنہ مشقی و پختہ کاری کا اعلے نمونہ سمجھنا چاہیئے -

مطالب کا تفنن اور الفاظ و معانی کی طرز ادا ہر موقع پر سامع کی توجہ کو اپنی طرف مائل کرتی ہے - حشو و پر کن الفاظ سے تمام مثنوی پاک ہے

جابجا صنائع لفظی و معنوی بھی بے تکلف وارد ہوئے ہین جنکے سبب فصاحت و سلاست بیان مین کہین فرق نہین آیا۔ حمد الٰہی کا اسلوب خاص طور پر نظر کرنے کے قابل ہے۔ اسکو ایک مومن مخلص و موحد کا عقائد نامہ کہا جائے تو زیبا ہے۔ یہی اسلام کی پہلی اور سرمایۂ ناز تعلیم ہے۔ خاتمہ بھی اپنے رنگ مین بے مثل اسلام کی تبدیل شدہ ہیئت کو نمایان کرتا ہے۔ خدا کرے مسلمان اس بیش بہا خدمت سے صلاح دین کا سبق حاصل کرین اور آہ کی سعی مخلصانہ راہ کے نتیجے پر پہنچے۔

(مولانا حکیم) سید اعجاز احمد سہوانی

یکم جولائی ۱۹۳۰ء



دیباچہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً

علما اور امرا قوم سے غافل اور بے پروا رہے مسلمانوں کی تباہی کا یہی سبب ہر اب سب سمجھ مین آگیا ہے دین کا صرف نام باقی ہے افلاس کچھ افلاس سے بھی بڑھ گیا ہے غیر مذہب والے دشمن ہو رہے ہین اب عاقبت اندیش مسلمان ہوشیار ہوئے ہین اور تبلیغ اسلام کرنے کی ضرورت مسلّم ہوئی ہے اور یہ ضروری کام ہو بھی رہا ہے میرے خیال مین نثر سے زیادہ نظم کا اثر ہوتا ہے اس اُمید پر یہ نظم مین نے کہی ہے اس نظم مین شاعری نہین ہے حتی الامکان بہت آسان اور عام فہم لفظون مین سچے اور صحیح واقعات موزون کرنے کی مین نے کوشش کی ہے تاکہ بے پڑھے لکھے مسلمان بھی اسکو سنکر بخوبی سمجھ سکین۔

خدا سے دعا ہے کہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے مین اس نظم مین پورا اثر دے کر میری آرزو بر لائے۔ آمین

(شاہ) ممتاز علی آہ میٹھوی

ڈونگر گڈھ ۔ صوبہ متوسط

شعبان المعظم ۱۳۴۹ھ، ۶ جنوری ۱۹۳۱ء



محمد الرسول اللہ	حمد	لا الٰہ الا اللہ

خدا ایک ہے خالق دو جہان ہے ۔۔۔ ہر اک ذرّے سے اسکی قدرت عیان ہے

زمین آسمان یہ اُسی نے بنائے ۔۔۔ کرشمے ہین قدرت کے کیا کیا دکھائے

یہ دن اور یہ رات اُسی نے بنائی ۔۔۔ ہر اک شے مین ہے اپنی صنعت دکھائی

عیان قدرتون سے نظر سے نہان ہے ۔۔۔ نشان اُسکے کونین وہ بے نشان ہے

یہ سورج جو مخلوق مین ہے نرالا ۔۔۔ اندھیرے کو کرتا ہے دم مین اُجالا

گیا دن اندھیری جہان رات آئی ۔۔۔ وہین چاند نے بڑھکے مشعل دکھائی

زمانے مین چاندی کے تیر بچھائے ۔۔۔ در و بام سب نور سے جگمگائے

وہی چاند کو ہے گھٹاتا بڑھاتا ۔۔۔ ہلال اور بدر اُسکو ہے کر دکھاتا

ستارون سے کیا خوشنما آسمان ہے ۔۔۔ یہ قدرت سے اُسکی عجب اک سمان ہے

یہ تارے بتا دیتے ہین راہ ہم کو ۔۔۔ زمانہ بتاتا ہے یہ ماہ ہم کو

غرض چاند سورج کروڑون ہی تارے | بہت کام آتے ہین یہ سب ہمارے
اگر رات جاتی ہے تو دن ہے آتا | وہ ہے رات دن کو گھٹاتا بڑھاتا
چمکتی ہے بجلی دکھاتی ہے چھل بل | برستا ہے بادل تو بھرتے ہین جل تھل
ہوا چلتی رہتی ہے حکم خدا سے | کہ مخلوق کی زندگی ہے ہوا سے
ہوائین چلین لائین بادل اڑا کر | برسنے لگا پانی حکم اُسکا پا کر
پڑی تھی زمین مردہ سی جان آئی | اُگا سبزہ تو پھر وہی شان آئی
کسانون کی بھی کھیتیان لہلہائین | لگین بالیان اور پھلیان بھی آئین
عجب دین اُنکی ہے قربان جائین | کہ اک دانہ بوئین پچاسون ہی پائین
ملائے بہم کھاری میٹھے سمندر | مگر ایسا اک پردہ رکھا ہے اندر
کہ دونون کا پانی نہین ملنے پاتا | جو کھاری ہے کھاری جو میٹھا ہے میٹھا
کرشمہ یہ قدرت کا اپنی دکھایا | کہ پانی کے قطرے کو موتی بنایا
کہین چاندی سونے کو پیدا کیا ہے | دل انسان کا جن پہ شیدا ہوا ہے
زمرد کہین ہیرے نیلم کہین ہین | جواہر کی سب کانین زیر زمین ہین
عنایت سے ہم کو غنی کر دیا ہے | زمین کو خزانون سے بھر بھر دیا ہے
بہت خوشنما پھول خوشبو بھی کتنے | نگاہین فدا ہون دل انسان کا لوٹے

لذیذ اور خوشرنگ پھل کیسے کیسے ۔ کلیجے مین رکھ لیجیے پیارے ایسے
چمن مین کبھی تو بہار آرہی ہے ۔ کبھی دیکھیے تو خزان چھا رہی ہے
ہر اک چیز قدرت کے سانچے مین ڈھالی ۔ نہین ایک ذرّہ بھی حکمت سے خالی
ہُوا تجربہ تو کھلا راز ہم پر ۔ ہے اکسیر کا پتی پتی مین جوہر
پہاڑ اُجلے اور لال کالے بنائے ۔ جو حکمت سے ہین اس زمین کو دبائے
زمینین کئی قسم کی ہین بنائی ۔ ہر اک ٹکڑے مین اک نئی چیز اگائی
سمندر مین کیسے جزیرے بنائے ۔ دہان بھی ہین شہر اور قصبے بسائے
یہ مخلوق کی بیشمار اُسنے پیدا ۔ مگر کچھ نہ کچھ فرق ہر اک مین رکھا
نئے رنگ ہین بولیان ہین نرالی ۔ عجب آن رکھتی ہے شان جمالی
مویشی کہ اقسام ہین جنکے صدہا ۔ کئے ہین ہمارے لیے اُسنے پیدا
یہ پہنچاتے رہتے ہین سامان ہمارے ۔ ہے کھیتی ہماری انھین کے سہارے
بہت سے سواری کا ہین کام دیتے ۔ بڑھاتے ہین زینت ہین آرام دیتے
بہت ایسے ہین گوشت جنکا ہین کھاتے ۔ تو بعضون کا ہین دودھ پیتے پلاتے
مویشی ہین بعض ایسے بالون سے جنکے ۔ بُنے جاتے ہین کپڑے اچھے سے اچھے
کیا ایک قطرے سے انسان کو پیدا ۔ نہایت ہی جو ہیچ اور ناتوان تھا

اُسے رفتہ رفتہ توانا بنایا
بڑھاپے مین پھر ناتوان کر دکھایا

کسی وصف مین مثل اُسکا نہین ہے
اُسی کی قسم احسن الخالقین ہے

پسند اسکو جب چین آیا ہمارا
ہمین مین سے جوڑا بنایا ہمارا

مگر ہین کچھ اللہ کے بندے ایسے
وجود خدا سے ہین انکار کرتے

سمجھتے نہین یہ وہ اللہ کے بندے
یہ عالم بنے کس طرح بے بنائے

کوئی چیز دُنیا مین چھوٹی سے چھوٹی
بڑی سے بڑی اور موٹی سے موٹی

ق
نہین بن گئی بے بنائے کسیکے
نہین مٹ سکی بے مٹائے کسیکے

یہ ریل اور جہاز آدمی نے بنائے
یہ طیارے انسان ہی نے بنائے

یہ تخت اور چوکی پلنگ اور تپائی
یہ میز اور کرسی بڑھئی نے بنائی

یہ دال اور روٹی پکائی تو پکی
کریگا نہ شک اس مین تو کوئی شکی

اسی طرح روئی سے جب سوت نکلا
بنا اُس سے کپڑا سیا جسکا کرتا

دُہا گائے کا دودھ اُس کو جمایا
اُسی سے دہی مکھن اور گھی بنایا

مگر روئی۔ لکڑی۔ اناج اور لوہا
کہان سے ملا جس سے یہ سب بنایا

نباتات یعنی درختون سے پائی
روئی اور ہر اک اناج اور لکڑی

جمادات یعنی یہ لوہا وغیرہ
زمین اور پہاڑون ہی سے ہے نکلتا

یہ حیوان ہین گائین اور ہاتھی گھوڑے
درندے پرندے بھی اور سب کے جوڑے

سب اشیا خدا ہی نے پیدا کیے ہین
یہ کسکے لیے سب ہمارے لیے ہین

یہ سب کچھ ارادے سے پیدا ہوا ہے
محرک خدا ہے مسبب خدا ہے

خدا کی بھی قدرت مین ساجھا نکالا
یہ اک شرک کا ہے عقیدہ نرالا

" ہوئی روح اور مادے سے خلقت "
" خدا کی طرح دونون کو ہے قدامت "

" انھین سے خدا نے یہ چیا رچائی "
" زمین آسمان اور ہر شے بنائی "

" مگر مادے مین نہین علم اصلا "
" نہین ہے یہ ہین اختیار اور ارادا "

" وہ محتاج اسوجہ سے روح کا ہے "
تو بالذات کیونکر وہ قائم ہوا ہے؟

یہ ہے روح کے بارے مین قول اُن کا
کہ " اسمین ہے علم ، اختیار اور ارادا "

" وہ محتاج ہے جسم یا مادے کی "
" کہ یہ قوتین کام مین لاے اپنی "

یہ محتاج اسکی وہ محتاج اسکا
غلط ہے قدامت کا دعوے ہی جسکا

یہ سب مادہ اُسنے پیدا کیا ہے
" قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّی " بجا ہے

مسلم ہے یہ جب کہ بے استعانت
خدا مین ہے موجود ہونیکی قوت

تو آسان ہے یہ بھی اب جان لینا
یہ تسلیم کرلینا یہ مان لینا

ہے یہ روح اور مادہ اسکی صنعت
وہ ہی خالق کل اُسے سب ہے قدرت

لوہار اور بڑھئی تو یہ تو یہ خدا تھا؟ | کہ محتاج ازل مین وہ ان دونون کا تھا
اُسے کیا ضرورت مدد کی تھی اُن سے | یہ چنار چادی فقط لفظ کُن سے
اُسے نیست کو ہست کرنے کی قدرت | اُسے ہست نیست کرنے کی طاقت
بہت غیر محدود ہے ذات باری | ہے جسکے سمجھنے مین انسان آری
ہین لاتحصیٰ ایسے صفات خدا سب | کہ حیران و عاجز ہے انبیا سب
یوہین مذہب شرک اک دوسرا ہے | "خدا تین ہین سب کی طاقت جدا ہے"
مگر حکم اور ملک و دولت مین کوئی | نہین رہتے ہین مل کے دو بادشہ بھی
اگر گاؤن مین حصہ داری ہے باہم | حکومت مین رہتی ہے تکرار ہر دم
قبیلے کے دو تین سردار کب ہین | کسی گھر کے دو پورے مختار کب ہین
برابر کی طاقت اُنھین دی ہے کسنے | یہ تقسیم اُن تینون مین کی ہے کسنے
ہر اک امر مین متفق رہتے کبتک | خدا تین ہوتے تو لڑ مرتے ابتک
نکالی ہے تثلیث نصرانیون نے | انھین گم کیا انکی جولانیون نے
خدا ایک تو ہے مگر تین مل کر | دیا تین مین ایک کو پہلے چکر
طلسم ایک مین تین کا دوسرا ہے | نہ سمجھا کوئی خود نہ سمجھا سکا ہے
سمجھ آئی اب بعض عیسائیون کو | وہ سمجھاتے ہین ایسے سودائیون کو

رہیگی نہ تثلیث اب عاقلون مین
جگہ لیگی توحید انکے دلون مین

زمانے مین ہوتی ہے جون جون ترقی
ہے اسلام کو روز افزون ترقی

خدا کے نہ جورو نہ ہے کوئی بیٹا
ازل سے ہے یکتا ابد تک رہے گا

زمانہ ہے نادان دانا وہی ہے
سبھی ناتوان ہین توانا وہی ہے

اسی کے کرم سے ہین سب کام کرتے
عنایت سے اسکی ہین آرام کرتے

وہ آنکھون مین ہے نور دل مین اجالا
اسی کا ہے کونین مین بول بالا

وہی جزو مین اور کل مین وہی ہے
وہی خار مین اور گل مین وہی ہے

وہی سنگریزے مین وہی گہر مین
وہی خشک و تر مین وہی بحر و بر مین

اسے جسطرف دیکھو تم وہ ادھر ہے
وہی ساری مخلوق مین جلوہ گر ہے

نئی آگ دل مین لگاتا وہی ہے
لگی دل کی دم مین بجھاتا وہی ہے

تسلی ہر اک دکھ مین ہے دینے والا
وہ ہے بے خبر کی خبر لینے والا

کہین دور رہتا ہے ہم سے جدا ہے
وہ دل مین بسا ہے گلے سے لگا ہے

نہین جان پہچان اسے مانتے ہین
یہ ہم مانتے ہین اسے جانتے ہین

مسبب بنا خود در آیا سبب مین
کسی مین نہین اور سمایا ہے سب مین

وہی نار مین ہے وہی نور مین ہے
پری مین وہی ہے وہی حور مین ہے

یہ جنت ہے جلوہ اُسی کبریا کا
وہ دوزخ ہے پردہ اُسی کبریا کا

جو غمگین دل ہے تو ہے غم اُسی سے
دل شاد ہے شاد و خرم اُسی سے

وہی سوز میں ہے وہی ساز میں ہے
وہ معشوق و عشاق کے راز میں ہے

اُسی کی صدا شور منصور میں تھی
اُسی کی جھلک جلوۂ طور میں تھی

کہاں ہے کہاں ہے کہیں بھی نہیں ہے
وہ ہے ہر جگہ دل کو اسکا یقین ہے

ہوا کو ہوا حکم تو چل رہی ہے
اشارہ ہوا آگ کو جل رہی ہے

یہ پانی بھی خالق کی ہے اک نشانی
ہے اس سے بھی مخلوق کی زندگانی

ہوئی جوشش رحمت ذات باری
پسند آگئی مٹی کی خاکساری

تو آدم کو مٹی سے اُسنے بنایا
شرف ساری مخلوق پر جسنے پایا

کیا اُنکی پسلی سے حوا کو پیدا
تو جنت میں رہنے لگا پھر یہ جوڑا

عزازیل کے کہنے میں آگئے جب
غضب سے زمین پر اُتارے گئے تب

بڑھی اور پھیلی پھر اولاد آدم
کہ جس سے چلی جاتی ہے یاد آدم

خدا نے دیا سب کچھ اپنے کرم سے
مگر ابن آدم نہ بچ کے ستم سے

نڈر ہوگئے سرکشی کرنے والے
شریعت جو تھی اس میں بھی رخنے ڈالے

وہ نادان سمجھنے لگے خیر و شر کو
لگے پوجنے سب شجر اور حجر کو

صداقت کی جانب سے منہ موڑ بیٹھے — وہ معبود برحق کو بس چھوڑ بیٹھے

سب احکام خالق بھلا بیٹھے آخر — ہوئے رفتہ رفتہ خدا ہی سے منکر

مگر جو خداوند عرش بریں ہے — صفت جسکی اک ارحم الراحمین ہے

اُسے اپنے بندوں پہ رحم آیا پھر جب — پیمبر کو بھیجا کہ کردے منادی

انھیں راہ حق کی دکھادے پیمبر — جو بھولے ہیں اُن کو بتادے پیمبر

خدا ہی پہ رکھیں سب ایمان قائم — ہمیشہ سے جو ہے رہیگا جو دائم

وہ پیغام حق کا سنایا نبی نے — خدا کے غضب سے ڈرایا نبی نے

پیمبر نے راہ شریعت دکھائی — ہر اک بات مذہب کی اُن کو بتائی

ہنسی میں پیمبر کی تلقین اُڑائی — ہدایت نصیحت نہ کچھ کام آئی

ہر اک امر حق کو ہنسے جھوٹ جانا — پیمبر کا کہنا کسی نے نہ مانا

وہ سچ سمجھے شیطان نے جو کچھ پڑھایا — پیمبر کو اور الٹے جھوٹا بتایا

پیمبر نے فریاد کی تب کہ یارب — یہ سنتے نہیں کچھ سزا دے انھیں اب

خدا کا غضب اُن پہ نازل ہوا تب — جسے حق وہ سمجھے تھے باطل ہوا سب

کچھ ایسا عذاب خدا اُن پہ آیا — وجود اُن کا روئے زمیں سے مٹایا

غرض جب کسی قوم نے سر اٹھایا — ہدایت کو اُن کی پیمبر اک آیا

چھٹی تھی صدی عیسوی۔ تھی یہ حالت — کہین آدمی مین نہ تھی آدمیت
وہ توحید خالق کو بھولے ہوئے تھے — بتون دیوتاؤن پہ پھولے ہوئے تھے
جہالت کا پتلا ہر اک ہو رہا تھا — ضلالت کا بندہ ہر اک ہو رہا تھا
کشاکش مین تھی ایک عورت کی ہستی — کئی بھائی اُسکو بناتے تھے بی بی
تھی عورت مین شرکت کچھ ایسی ہی مانی — کہ ساجھے مین جیسے ہوا اور پانی
جوے مین ہر اک چیز کو ہار کر وہ — لگا دیتے جورو کو بھی داؤن پر وہ
شجر اور حجر اور حیوان بہت سے — تھے مسجود و معبود ان مشرکون کے
جو تھے چار برن ان مین فرقے کئی تھے — جُدا پاٹ پوجا مین سب کے طریقے
مگر شودر بیچارے مارے پڑے تھے — وہ مذہب مین بھی اک کنارے پڑے تھے
کتابین وہ مذہب کی سن بھی نہ سکتے — وہ منھ اونچی ذاتون کا حسرت سے تکتے
کوئی قوم تو آگ کو پوجتی تھی — کسی قوم مین تھی تو ہم پرستی
پرستش کوئی قوم سورج کی کرتی — ستارون کی پوجا کہین ہو رہی تھی
کسی قوم مین گر کوئی بادشہ تھا — اُسے سب سمجھتے تھے بیٹا خدا کا
عقائد تھے ہر ایک مذہب مین باطل — یہودی عزیر ابن اللہ کے قائل
نصاریٰ عجب مسئلے پر اڑے تھے — وہ چکر مین تثلیث ہی کے پڑے تھے

عقیدہ یہ رکھتے تھے قسمت کے ہیٹے
"جناب مسیحا خدا کے تھے بیٹے"

"سمجھ ہو اگر اتنی ہی آدمی مین
معاف اُسکے سارے گنہ ہین اسی مین"

عقیدہ یہ راسخ جو اُن کا ہُوا تھا
تو فسق و فجور اُن مین پھیلا ہوا تھا

تھے عیسیٰ و مریم خدا کے جو بندے
کلیسا مین دونون کے بُت سج رہے تھے

تھے سرشار نخوت قبیلے جو سارے
وہ کٹ مرتے تھے خانہ جنگی کے مارے

بہایم کی عادت درندون کی خصلت
تھا اک کھیل گویا انھین قتل و غارت

یہ سودا سمایا تھا ہر اک کے سر مین
اگر لڑکی ہوتی کسی کے بھی گھر مین

تو مان اُسکی شوہر سے رنج اُٹھاتی
زمین مین اُسے زندہ ہی گاڑ آتی

وہ تیرون سے فال بد و نیک لیتے
وہ ہر حکم کاہن پہ تھے جان دیتے

خدا کی پرستش کو کعبہ بنا تھا
بتون کی وہان ہوتی رہتی تھی پوجا

زناکاری اُن کیلیے دل لگی تھی
شراب اُن کو بس شیر مادر ہوئی تھی

تھی اُن مین بُری رسم ہر ایک جاری
اک اکل حلال اُن کو تھی سود خواری

نہ مہر و وفا تھی نہ صدق و صفا تھا
"زمانے سے امن اور چین اُٹھ گیا تھا

دل اُن کے تھے پتھر جگر اُن کے آہن
اُخوت محبت کے تھے پکے دشمن

وہ سب بے حیائی پہ رہتے تھے نازان
کہ باقی نہ تھا نام کو نور ایمان

حضرت رسالتؐ

وہ تلقین پیغمبرون نے جو کی تھی
کسی طرح اُن کو نہ جب ہوش آیا
محمدؐ جو نور خدا تھے ازل مین
سماوی صحیفون مین تھی یہ شہادت[1]
کہ دنیا مین تشریف لائینگے احمدؐ
گلستان تھے فرش مشجر بچھائے
ہدایت کو دنیا مین آئے محمدؐ
(سلام علیک اے نبی مکرم!

اثر اُن مین اسکا نہ تھا کچھ بھی باقی
تو دریائے رحمت مین اک جوش آیا
جو تخلیق کی ابتدا تھے ازل مین
یہ موسیٰ و عیسیٰؑ نے دی تھی بشارت
ہدایت کو عالم کی آئینگے احمدؐ
ستارے زمین پر تھے نگین لگائے
بشارت تھی حق کی صدائے محمدؐ
مکرم تر از آدم و نسل آدم) (جامی)

ابتدائی حالات

محمدؐ ابھی بطن مادر ہی مین تھے
ابھی چھ برس ہی کی تھی عمر حضرتؐ
یتیم آپؐ کو جو خدا نے بنایا
رہے آپؐ دادا کی پھر تربیت مین

کہ باپ آپؐ کے چل بسے اس جہان سے
ہوئی مادر مشفقہ کی بھی رحلت
کرشمہ خدائی کا اپنی دکھایا
فقط دو برس سایۂ عاطفت مین

[1] غزل الغزلات باب پنجم آیت ۱۰ لغایت ۱۶ - توریت کتاب پیدائش باب ۲۷ آیت ۲۰ - توریت کتاب پنجم باب ۱۸ آیت ۱۵، ۱۸، ۱۹، ۲۰ - انجیل یوحنا باب ۱ آیت ۲۰ - باب ۱۴ آیت ۱۶ - رسولون کے اعمال باب ۳ آیت ۱۹ لغایت ۲۳ -

وہ سایہ بھی سر سے اُٹھایا خدا نے | لیا اپنی آغوش مین تب چچا نے

ابو طالب اُنکا تھا اسم گرامی | رہے آپؐ کے وہ مددگار و حامی

سہارا یہ اک کہنے کو ہو گیا تھا | مدد پر محمدؐ کی ہر دم خدا تھا

یتیماً[ل] فاوی جو قرآن مین ہے | جناب محمدؐ ہی کی شان مین ہے

جو عالم کے گلّے کا برحق شبان تھا | لڑکپن مین تھا بکریان وہ چراتا

تھی بارہ برس کی ابھی عمر حضرتؐ | چچا کے ہوئے ساتھ بہر تجارت

بحیرہ جو راہب تھا عیسائیون کا | محمدؐ کو بصرے مین جب اُسنے دیکھا

نبوت کے آثار حضرتؐ مین پائے | رسالت کے آثار دیکھے دکھائے

بتایا خدا کے یہ سچے نبی ہین | صحائف مین ہے ذکر جنکا یہی ہین

جب اس سے بھی ثابت ہے دعویٰ ہمارا | تو انکار کرتے ہین پھر کیون نصارےٰ

عنایات و افضال خالق سے حضرتؐ | جوان ہو کے کرنے لگے خود تجارت

جناب محمدؐ مین وہ راستی تھی | مخالف بھی تصدیق کرتے تھے جسکی

امانت کا حضرتؐ کی سکہ یہ بیٹھا | امین اور صادق لقب ہو گیا تھا

یہ تائید حق تھی کہ قبل از نبوت | بُرا کہتے تھے بت پرستی کو حضرتؐ

ل أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوَىٰ (سورۂ والضحیٰ)

خیال اس سے ورقہ وغیرہ کا بدلا — وہ سب ہو گئے مذہب حق کے جویا
جو اک آگ حضرت کے دل مین چھپی تھی — ہوا شوق کی اسکو بھڑکاتی رہتی
پسند آگئی طبع عالی کو خلوت — کیا کرتے غار حرا مین عبادت
مہینون وہان فکر کرتے تھے جا کر — مراقب رہا کرتے تھے آپؐ اکثر
مناجات کرتے تھے اے میرے مولا — تری جستجو مجکو ہے میرے مولا
طریقہ عبادت کا اپنی سکھا دے — ملیگا تو کیونکر یہ مجکو بتا دے
نہین چین آتا ہے اب تو خدایا — محمدؐ پہ فضل و کرم ہو خدایا
وہان پہلے ہی سے یہ مقصود تھا اب — جو مقصود ان کا تھا موجود تھا سب
خدا نے نبوت کی تمہید یہ کی — جناب محمدؐ کو تسکین یون دی
جو کچھ دیکھتا خواب وہ حق کا پیارا — بعینہ وہی واقعہ پیش آتا
اسیطرح اک روز غار حرا مین — جناب محمدؐ تھے یاد خدا مین
فرستادۂ حق فرشتہ اک آیا — گرانمایہ خلعت نبوت کا لایا
کہا یہ فرشتے نے حضرتؐ سے "اقرا" — کہا "مین پڑھا ہی نہین تو پڑھون کیا"
تو آغوش مین لیکے اسنے دبوچا — کہا پھر اسی طرح حضرتؐ سے "اقرا"
جواب آپؐ سے جب یہی اسنے پایا — بہت زور سے آپؐ کو پھر دبوچا

دبوچا غرض تیسری بار ایسا
جلال الٰہی سے بیم و رجا مین
حرا مین تھا جو ماجرا پیش آیا
وہ ورقہ کے پاس آ کہو لیگئین تب
وہ انجیل و توریت کے تھے جو ماہر
"نہ خوف اسمین ہے کچھ نہ اسمین خطر ہے
"فرشتہ وہ آیا تھا ناموس اکبر
نبوت کی تصدیق ورقہ نے جب کی
تھا امر عظیم ایک کار نبوت
تھے بیم و رجا مین اسی امر حق سے
بتدریج ہونے لگی وحی نازل
اگرچہ دنون وحی نازل نہوتی
بہت ہوتے حضرتؐ پریشان و مضطر
نبوت رسالت کا فرض اپنا جیسا
جو ویسا ہی فرض آپؐ کے ذمے ہوتا

ہوئی جس سے تکلیف اور پھر جو چھوڑا
وہان سے حضورؐ آئے دولتسرا مین
جناب خدیجہؓ کو سارا سنایا
کہا حال حضرتؐ کا انسے بھی وہ سب
کہا اسطرح تا ہو تسکین خاطر
نبی آپؐ ہین فضل حق آپ پر ہے
جو موسیٰؑ کے بھی پاس آتا تھا اکثر"
ہوئی دلکو حضرتؐ کے پوری تسلی
نہ تھا سہل اٹھالینا بار نبوت
کہ یہ کام انجام پائے نہ پائے
کہ مانوس ہو جائے محبوبؐ کا دل
کسی طرح تسکین حاصل نہوتی
تو روح الامین دیتے تسکین آکر
ادا اور پیغمبرون نے کیا تھا
تو یہ کام مشکل نہوتا کچھ ایسا

مگر مقصد خاتم الانبیا تھا — کہ ہو ایک دین خدا دین سب کا
بہت سے مذاہب سے کام آپڑا تھا — بہت مشکلین تھین ارادہ بڑا تھا
مناسب طریقے سہولت کے برتے — بتدریج و تدبیر تبلیغ کرتے
اسی واسطے گھر ہی سے ابتدا کی — احبا کو پھر دعوت اسلام کی دی
رہی چپکے چپکے یہ تلقین جاری — دلون مین ہوئی نقش توحید باری
جو تھے چند مخصوص بندے خدا کے — خدا اور محمدؐ پہ ایمان لائے
کیا آفتاب رسالت کو اونچا — ملا حکم «فاصدع بما تؤمر» کا
تو حضرتؐ نے کوہ صفا سے پکارا — کہ ہشیار ہو جاؤ سن لو خدارا
تم ایمان لاؤ قریش اپنے رب پر — عذاب شدید آئیگا ورنہ سب پر
یقین تم کرو موت ہے آنے والی — یہ دنیا ہے اک روز مٹ جانے والی
سمجھ لو ہے برحق قیامت کا آنا — تمھین ہوگا دربار خالق مین جانا
یہ بت تو نہ کچھ کام آئینگے اُسدن — تمھین بلکہ جھوٹا بنائینگے اس دن
نڈر کیون ہو تم لوگ روز جزا سے — ڈرو یارو اس دن کے قہر خدا سے
یہ سنکر بہت بولہب بڑبڑایا — ہلاکت ہو تجھپر یہ اُسنے سنایا
کہا تو تو صادق ہے بیشک امین ہے — مگر ہے پیمبر یہ باور نہین ہے

پیالے جو تھے بولہب کا پیٔے سب
ہوا گو کچھ افسوس۔ ہمت نہ ہارے
گلی راستے میلے بازار میں بھی
کچھ آیات قرآن سناتے محمدؐ
خدا ایک ہے یہ جتاتے محمدؐ
صداقت کی خوبی بتاتے محمدؐ
ہر اک شرک سے تھے بچاتے محمدؐ
بتوں کی پرستش کی کرتے مذمت
عقیدہ غلط تھا جو اُن مشرکوں کا
یہ پتھر تمہارے ہی تو سب گھڑے ہیں
اب ان پتھروں کی پرستش کو چھوڑو
نہ مخلوق کو پوجو خالق کو پوجو
مرادیں جو مانگو تو اپنے خدا سے
نہ کھیلو جوا دور بھاگو زنا سے
قریش اسکے بدلے میں کرتے شرارت

وہاں جو قریش آئے تھے چل دیئے سب
جناب محمدؐ خدا کے سہارے
کیا کرتے تبلیغ خالق پرستی
خدا کے غضب سے ڈراتے محمدؐ
یقین نبوت دلاتے محمدؐ
تو وعدے کا ایفا سکھاتے محمدؐ
دوئی کا تھے پردہ اُٹھاتے محمدؐ
حسد اور کاوش کی کرتے مذمت
جناب محمدؐ کا ارشاد یہ تھا
نہیں بولتے کچھ بنے بت کھڑے ہیں
بنایا ہے جس نے تمہیں پوجو اُسکو
دیا ہے تمہیں رزق رازق کو پوجو
وہ آسان کرتا ہے مشکل دعا سے
بچو جھوٹ سے اور مکر و دغا سے
وہ سب آپکو تھے دیتے سخت اذیت

وہ حضرتؐ کے رستے مین کانٹے بچھاتے
کبھی تالیان دیتے سیٹی بجاتے

محمدؐ کو سب مارتے اینٹ پتھر
کبھی سر تھا زخمی کبھی جسم اطہر

وہ بیداد کرتے تھے جب سنگباری
تن پاک سے خون ہوتا تھا جاری

کوئی ساحر اور کوئی مجنون کہتا
سدا بولہب آپؐ کے ساتھ رہتا

اِدھر آپؐ کہتے کہ پوجو خدا کو
بڑا شرک ہے بُت پرستی کو چھوڑو

اُدھر ساتھ ہی بولہب غل یہ کرتا
تم اپنے بزرگون کے مذہب پہ رہنا

جہالت کے پتلے کا شور اسطرح کا
رہ حق سے لوگون کو بہکائے رکھتا

نماز آپؐ پڑھتے وہ کرتے شقاوت
تن پاک پر ڈال دیتے غلاظت

جناب محمدؐ جو سجدے مین جاتے
دبا دیتے وہ اونٹ کی اُوجھڑی سے

نماز آپؐ پڑھتے تھے عقبہ نے آکر
لپیٹی گلوئے مبارک مین چادر

پھر اس زور سے اُسنے چادر کو کھینچا
کہ گھٹنون کے بل گر پڑا حق کا پیارا

عرب کی وہ دھوپ اور پھر دوپہری
زمین جیسے جلتا توا گرم ہوتی

غریبون غلامون کو مشرک ستاتے
انھین دھوپ مین ریت پر جب لٹاتے

کبھی پیٹ پر رکھتے تھے بھاری پتھر
دباتے تھے ظالم کبھی پانو رکھکر

کبھی پانو مین باندھ کر رسی ظالم
انھین کھینچتے پھرتے کرتے مظالم

زمین پر تھے انگارے ظالم بچھاتے
غریبون کو اس آگ پر چت لٹاتے

کبھی لوہے کو آگ مین لال کرکے
شقی اس سے بیچارون کو داغتے تھے

یہ سب سختیان ذلتین وہ اُٹھاتے
جو تھے بدزبان گالیان اُنکی کھاتے

وہان منہ پہ گالی تھی دل مین حسد تھا
یہان دل مین حق تھا زبان پر احد تھا

نہ کیون ہوتی باطل پرستی سے نفرت
کہ رگ رگ مین حق کر گیا تھا سرایت

اذیت سے گو جان پر آ بنی تھی
مگر دل مین جو ٹھن گئی تھی ٹھنی تھی

وہ کہتے تھے چاہے ہمین مار ڈالو
نکلتا نہین دل سے اسلام اب تو

وہ عیسیٰؑ کے پیرو نہ تھے چل دیئے جو
عدو لیگئے سولی پر جون ہی اُنکو

تھے دین خلیل خدا کے مسیحا
وہ فرش آگ کا سیج پھولونکی ہوتا

محمدؐ کے پیرو تھے جانین لڑادین
سبھی جان نثاری کی شانین دکھادین

فدایان اسلام ہر ظلم سہتے
وہ ان سختیون پر بھی مکے مین رہتے

مگر اس سبب سے بہت ہی تھے بددل
فرائض ادا کرنا تھا سخت مشکل

یہی رنج و غم تھا اسی کی تھی حسرت
اسی وجہ سے حسب ایمائے حضرتؐ

فقط عورتین چار اور مرد گیارا
حبش جانے پہ کرکے ہجرت گوارا

قریش اس سے واقف ہوئے کی شرارت
دیئے قیمتی تحفے بھیجی سفارت

سفیرون نے جا کر یہ کی عرض شہ سے
یہان بھاگ آئے ہین مجرم ہمارے

انھین شاہ اپنے یہان سے نکالے
نہین تو ہمارے ہی کر دے حوالے

مسلمانون کو بادشہ نے بلایا
تو جعفرؓ نے سب ماجرا کہہ سنایا

سنا سورۂ مریم اُن سے جو شہ نے
تو آنسو لگے اسکی آنکھون سے بہنے

کہا شاہ نے صاف اُنسے "سفیرو
یہ مظلوم ہین سب نہ دونگا مین تمکو"

جفا کرتے ظالم وفا کرتے احمدؐ
دغا کرتے ظالم دعا کرتے احمدؐ

بھلا چاہتے تھے برا سنتے اُنسے
دعا دیتے تھے بد دعا سنتے اُنسے

مگر کلمۂ حق تو ورد زبان تھا
لگی دلکی بجھتی یہ ممکن کہان تھا

وہی درد دل مین وہی ذوق دلمین
وہی جوش دل مین وہی شوق دلمین

قریش ایسی جانبازیون پہ تھے حیران
کھرے کو سمجھتے تھے کھوٹا وہ نادان

وہ چال آپؐکا اپنا سا جانتے تھے
طلبگار دنیا ہی کا جانتے تھے

بہم مشورہ کرکے پیغام بھیجا
محمدؐ تمہاری یہ باتین ہین بیجا

ریاست اگر ملکی چاہتے ہو
بنا لینگے ہم سب تئین اپنا تم کو

اگر رکھتے ہو خواہش جاہ و ثروت
تمہارے لیے جمع کر دینگے دولت

اگر حسن صورت کی ہے چاہ تم کو
بہت ہی حسین لڑکیان ہمسے لیلو

سوا اسکے جو چاہتے ہو بتاؤ
مگر اب تم ان باتون سے باز آؤ

ہمارے بزرگون کو کہتے ہو احمق
بتون کی برائی بھی کرتے ہو ناحق

یہ تم عیب بین لیکن نہ کچھ کام آئین
محمدؐ نے آیات قرآن سنائین

وہ آیات جنمین ہے توحید باری
وہ آیات جنمین یہ تاکید باری

خدا ایک ہے لو اُسی سے لگاؤ
نہ اُسکا شریک اب کسیکو بتاؤ

کہا تم مخالف ہو کیا اِسکا غم ہے
خدا کا ہے کام اُسکا مجھ پر کرم ہے

نہ ہون مین فرشتہ نہ بیٹا خدا کا
رسولِ خدا ہون مین بندا خدا کا

مین ہر طرح یہ کام پورا کرونگا
نہ پورا ہوا تو اسی مین مرونگا

جواب اس طرح کا جو حضرت سے پایا
تو پھر مشرکون کو بہت غصہ آیا

سبھی آپکے خون کے اور پیاسے
دعا کی یہ حضرتؐ نے اک دن خدا سے

ہدایت دے بوجہل کو یا عمرؓ کو
کہ ان مشرکون مین ہین یہ نامور دو

اُدھر وہ عمرؓ جو بہت منچلے تھے
محمدؐ کا سر کاٹنے کو چلے تھے

ہوئے یہ خبر راہ مین سنکے حیران
بہن اور بہنوئی لے آئے ایمان

یہ سنتے ہی خواہر کے گھر پہنچے برہم
بہن اُنکی قرآن پڑھتی تھین اُس دم

بہن اور بہنوئی کو اتنا مارا
کہ دونون کا زخمی ہوا جسم سارا

کہا جان لیلو تو کچھ غم نہین ہے
نہ چھوڑینگے اسلام اب دلنشین ہے

یہ سنکر عمرؓ کو بہت درد آیا
وہ سورہ جو پڑھتے تھے اُنسے منگایا

اُسے پڑھتے ہی یہ ہوئی بیقراری
شہادت کا کلمہ ہُوا دل سے جاری

محمدؐ کی خدمت مین مستانہ پہنچے
جہان شمع ہو کیون نہ پروانہ پہنچے

مے حق پرستی سے سرشار پہنچے
ندامت سے مثل گنہگار پہنچے

عرق تھا ندامت سے ہر موے تن مین
جلال نبوت سے لرزہ بدن مین

جو حضرتؐ نے پوچھا "کہو کیسے آئے"
عمرؓ نے یہ کی عرض تب سر جھکا کے

"خُدا اور محمدؐ پہ ایمان لایا
تری نذر کرنے کو ہون جان لایا"

"مین پہلے تھا حضرتؐ کا سر لینے والا
اب ان قدمون پر خود ہون سر دینے والا"

دُعا رنگ لائی یہ مقبول ہو کر
کہ قاتل خود آیا ہے مقتول ہو کر

ہوئی اس سے اسلام کو اور رونق
جلے مشرکین اور دل ہو گیا شق

جب اسلام کو بڑھتے دیکھا تو باہم
لکھا تب قبیلون نے یہ عہد محکم

ستائینگے اب ہاشمی خاندان کو
مٹائینگے اب ہاشمی خاندان کو

کوئی چیز پاس اُنکے جانے نہ دینگے
انھین کچھ بھی اب پینے کھانے نہ دینگے

کبھی لین دین اب نہ اُنسے کرینگے
ترستے رہینگے وہ بھوکون مرینگے

قرابت تو ہم اُنسے اب کیا کرینگے ... انھین پاس بھی اپنے آنے نہ دینگے

حوالے نہ کر دین محمدؐ کو جب تک ... سروکار اُنسے نہ رکھینگے تب تک

جو شعب ابو طالب اک کوہ مین تھا ... وہین ہاشمی خاندان جا کے بیٹھا

ہر اک طرح معذور و مجبور حضرتؐ ... رہے تین سال اسمین محصور حضرتؐ

کبھی طلح کے پتون ہی پہ بسر کی ... نہ وہ بھی ملے۔ غم ہی کھا کر بسر کی

یہ حضرتؐ نے پھر ہو کے مضطر دعا کی ... یہ قوم اے خدا ہے شریر انتہا کی

مری کوششون مین اثر دے خدایا ... مری مشکل آسان کر دے خدایا

پڑی پھوٹ اُن مین مٹا اُنکا ایکا ... تو اس عہد نامے ہی کو پھاڑ پھینکا

رہے چند ہی روز امن و امان سے ... چچا آپؐ کے اُٹھ گئے اس جہان سے

یہ موقع ملا تو قریش ستمگر ... ستانے لگے اور بیباک ہو کر

بہت عاجز آئے تو مکے سے حضرتؐ ... گئے طائف اسلام کی دینے دعوت

وہی مکے والون کی سی بدسلوکی ... محمدؐ سے طائف کے لوگون نے بھی کی

سہین سختیان جو اُنکے اُٹھائے ... ہوا رنج مکے مین واپس پھر آئے

اِدھر سے تھی تبلیغ تکذیب اُدھر سے ... کہا اک صحابی نے خیر البشرؐ سے

قریش اسطرح راہ پر آتے ہین کب ... بس انکے لیے بد دعا کیجیے اب

محمدؐ سراپا تھے رحمت - یہ سُنکر
ہوا سُرخ غصّے سے چہرے مُنوّر

مگر ضبط کرکے کہا صرف اتنا
خُدا آپ یہ کام پورا کرے گا

رئیس قبیلہ جو حج کرنے آتے
انھیں آپؐ آیات قرآن سُناتے

انھیں دعوتِ اسلام کی دیتے حضرتؐ
کیا کرتے اُن کو نصیحت ہدایت

ہوئے چند اہل مدینہ مسلمان
ہوا آپؐ کے درد کا کچھ یہ درمان

مبلّغ بھی درکار تبلیغ کو تھا
تو حضرتؐ نے مصعبؓ صحابی کو بھیجا

مدینے میں تھا ذکر اسلام گھر گھر
مسلمان ہوئے خزرج و اوس آکر

مدینے سے جو لوگ حج کرنے آتے
مسلمان ہوکر وہ گھر اپنے جاتے

بتاتے وہ سب کو نشان نبوت
بیان کرتے تھے سب سے اوصافِ حضرتؐ

ہوا مشورہ یہ کہ کچھ لوگ جائیں
کریں عرض حضرتؐ مدینے میں آئیں

بہتّر تھے مرد اور تھیں عورتیں دو
مدینے سے پیغام یہ لائے تھے جو

مواعید کی ختم جب گفتگو کی
مدینے چلیں آپؐ یہ آرزو کی

صحابہؓ نے حضرتؐ سے پائی اجازت
تو پھر کی مدینے کو اکثر نے ہجرت

مگر خود تھے اصلی ہدف اشقیا کے
تھے منتظر آپؐ حکم خدا کے

جناب محمدؐ پہ جب وحی آئی
اجازت مدینے کو ہجرت کی پائی

جناب ابو بکرؓ کو تب خبر کی
ادھر مشرکین عرب نے جو دیکھا
کیا مشورہ یہ کہ کچھ لوگ جائیں
خبر ہو گئی آپؐ کو پہلے ہی سے
چڑھائی ہے کفار کی میرے گھر پہ
مرے پاس امانت ہے لوگوں کی یہ لو
گئے آپؐ یوں سامنے سے نکلکر
وہ تھے کور باطن انھیں سوجھتا کیا
وہ مشرک جو دلتسرا کو تھے گھیرے
ہوئے گھر میں داخل تو دیکھا علیؓ کو
جناب ابو بکرؓ کو ساتھ لیکر
وہ پھر ثور کے غار میں ٹھہرے جاکر
یہاں تک کہ اُس غار پر پہنچے وہ سب
تنا غار کے منھ پہ مکڑی نے جالا
یہ ویرانہ ہے دشمنوں نے جو دیکھا

ہوئے خوش وہ تیاریاں کیں سفر کی
کہ اسلام کا زور ہے بڑھتا جاتا
محمدؐ کا گھر گھیر یں سر کاٹ لائیں
بلاکر کہا یہ جناب علیؓ سے
یہیں لیٹو تم اوڑھ کر میری چادر
ٹھہ نے پھر آنا انھیں پہلے دیدو
نگہ آنکھ سے جیسے چلے نکلکر
پیمبرؐ کا یہ اک کھلا معجزہ تھا
بتایا یہ شیطان نے حال انکے
بہت ڈھونڈا لیکن نہ پایا نبیؐ کو
روانہ ہوئے رات ہی کو پیمبرؐ
عدو بھی چلے جاتے نقش قدم پر
وہاں کام یہ کر گئی قدرت رب
کبوتر نے انڈے دئیے سر نکالا
تو سب نے لیا راستہ اپنے گھر کا

سنو کان رکھکر ذرا آنکھ کھولو!
نبوت کا تھا معجزہ یہ بھی یارو

خجل اسقدر تھے قریش ستمگر
دیا اشتہار ایک بیزار ہوکر

محمدؐ کو یا تو ابوبکرؓ ہی کو جو
گرفتار کر کے یہان لائے گا جو

تو سو اونٹ انعام ہم اسکو دینگے
سب اعزاز و اکرام اُسکا کرینگے

سراقہ چلے حرص انعام مین تب
مگر جاکے پہنچے قریب آپؐ کے جب

وہین کھائی گھوڑے نے ٹھوکر گرے وہ
چڑھے گھوڑے پر پھر نہ لیکن پھرے وہ

پھر انعام کا لالچ اُن کو سمایا؛
تعاقب مین حضرتؐ کے گھوڑا بڑھایا

مگر گھٹنون تک دھس گیا اُنکا گھوڑا
زمین نے جو پکڑا نہ چھوڑا نہ چھوڑا

ہوئی پست ہمت انھین خوف آیا
ہوئے حاضر اور ماجرا سب سُنایا

خطا کی معافی بھی چاہی امان بھی
وہان دیر کیا تھی سند اُنکو لکھدی

یہ بے مثل تھا خلق شاہ اممؐ کا
اس آفت مین دشمن پہ لطف و کرم تھا

چلے تھے بریدہؓ بھی انعام لینے
مگر پڑ گئے اُنکو لینے کے دینے

ہوئی یعنی حضرتؐ سے جب ہمکلامی
تو جاتی رہی اُن کی وہ ساری خامی

ہوئے خود مسلمان اور انکے اخوان
ہوئے اس قبیلے کے ستر مسلمان

مدینے مین تھا انتظار محمدؐ
تھے بیچین سب جان نثار محمدؐ

مدینے مین تو دھوم ایسی مچی تھی — کہ گویا ہر اک گھر مین شادی رچی تھی
مدینے کو مکے پہ حاصل شرف تھا — مدینے مین یہ غلغلہ ہر طرف تھا
مدینے مین تشریف لاتے ہین حضرتؐ — مدینے کی عزت بڑھاتے ہین حضرتؐ
فلک سے تھین حورین بھی کرتی نظارے — مدینے کے ذرے تھے آنکھون کے تارے
زمین اور تھی آسمان اور ہی تھا — مدینے پہ سب کو گمان اور ہی تھا
عجب جوش پر تھی بہار مدینہ — مدینہ تھا اُسدن نثار مدینہ
یہودی نے اک قلعے سے یون پکارا — وہ آپہونچا دیکھو پیمبرؐ تمھارا
سجے تن پہ ہتیار انصارؓ نکلے — مسیحا کے لینے کو بیمار نکلے
ہوئین جمع پردہ نشینین چھتون پر — خوشی کے سب اشعار گاتی تھین ملکر
جو کی بچون بوڑھون نے بھی پیشوائی — نظر آرہی تھی خدا کی خدائی
نگاہین بڑھین آگے یا بڑھ گئے دل — خدا جانے سبقت ہوئی کسکو حاصل
وہ اللہ اکبر کا اک نعرہ مارا — کہ بس گونج اٹھا شہر سارے کا سارا
مدینے مین جان آگئی ہر بدن مین — دلون کی بھی کلیان کھلین اس چمن مین
محمدؐ کی خوشبو سے مثل گلستان — معطر تھین ساری مدینے کی گلیان
یہ کہتے تھے فخر سے سب بچے پیارے — یہی ہین محمدؐ پیمبر ہمارے

جو معصوم تھیں لڑکیاں دف بجاتین
محمدؐ ہے ہمسایہ اچھا یہ گاتین

مدینے مین ہر دل کا ارمان آیا
مدینے مین جان آئی ایمان آیا

مدینے مین اس شان سے آئے حضرتؐ
کہ ہر ہر قدم پہ برستی تھی رحمت

نگاہون مین شفقت لبون پہ تبسم
حلاوت وہ دل تھی طرز تکلم

مدینے مین یہ کام تھا سب سے اول
ہوئی فکر مسجد بنانے کی اول

زمین دو یتیمون کی تھی اُنسے پوچھا
"بقیمت اراضی یہ تم دوگے آیا؟"

خوشی سے زمین دیتے تھے بہر مسجد
نہ ہم لینگے قیمت یہ لڑکونکی تھی ضد

ہوئے جب وہ راضی تو قیمت انھین دی
بنالی وہین مسجد اک کچی پکی

صحابہؓ کے ساتھ ایک مزدور بنکر
وہ شاہ دوعالمؐ بھی ڈھوتا تھا پتھر

مشقت مصیبت بڑی جو اُٹھائی
خوشی یہ بڑی تھی کہ مسجد بنالی

وہ مسجد تھی جس مین انٹین نہ چونا
تھی اسلام کی سادگی کا نمونا

مہاجر تو مکے سے نکلے تھے چھپکر
سب اسباب وہ چھوڑ آئے تھے گھر پہ

نہ لائے تھے کچھ ساتھ سامان مہاجر
فقط لائے تھے جان و ایمان ہمراہ

وہ اہل مدینے کے مہمان تھے سب
جو انصار تھے جسم تو جان تھے سب

حبیبؐ خدا نے یہ سوچا طریقہ
کہ قائم کیا ایک اخوت کا رشتہ

مہاجر تھے جتنے اور انصار جتنے
لیا ایک اک شخص اُن دونون مین سے

یوہین دو دو کی جوڑ اک بنائی
یہ فرمایا تم دونون ہو بھائی بھائی

پیمبرؐ سے اپنے جو پائی ہدایت
تو وہ بھائی بھائی ہوئے در حقیقت

دکھا کر گھر اور گھر کا اسباب سارا
کہا آپ کا آدھا آدھا ہمارا

پھر اُن لوگون مین حسب فرمان باری
یہ رشتہ ہوا ایسا رشتہ حقیقی

کہ انصاری اُسدن سے مرتا تو ملتی
مہاجر ہی کو جائداد اسکی ساری

مواخاۃ کا رشتہ تمہید اک تھا
کل اغراض اسلام کے تکملے کا

جو مہمان سے ہمدردی انصار نے کی
وہ تاریخ عالم مین بے مثل دیکھی

نہ باقی رہی جب اعانت کی حاجت
عزیزون کی توریث[1] کی اُتری آیت

مسلمان اُسدن سے جب کوئی مرتا
تو مال اسکا ہوتا تھا مال اقربا کا

کچھ ایسے تصور مین رہتے تھے حضرتؐ
کہ گویا تفکر مین رہتے تھے حضرتؐ

نہ کرتے تھے باتین کبھی بے ضرورت
متانت سے چپ بیشتر رہتے حضرتؐ

بہت تیز ہوتی تھی رفتار حضرتؐ
نہایت دل آویز گفتار حضرتؐ

الگ ہوتا ہر فقرہ کہنے مکرر
کہ ہو جاتا تھا نقش سامع کے دل پر

[1] واولوالارحام بعضھم اولی ببعض (سورہ انفال)

کچھ ارشاد فرماتے جب دین کے سرور ؐ — نگہ آسمان کیطرف ہوتی اکثر
جو تھا قول حضرت ؐ وہی فعل حضرت ؐ — نمونہ تھے خود اسکا جو تھی ہدایت
جو اخلاق کے نکتے سب کو سکھاتے — عمل اسپہ حضرت ؐ کا خود لوگ پاتے
وہی تھا جو اخلاق قرآن مین ہے — کہ خلق عظیم [ف۱] آپ کی شان مین ہے
خدا نے بڑا مہربان اُن کو پایا — رؤف الرحیم [ف۲] آیہ قرآن مین آیا
وہ اپنا پرایا ہو یا دوست دشمن — سبھی پہ وہ اخلاق تھا سایہ افگن
بڑے اور چھوٹے غریب اور تونگر — سبھی آپ ؐ کے خلق سے تھے مسخر
وہ اخلاق عالی تھا اور عام ایسا — تھا ہر شخص سے اور ہر وقت ہر جا
وہی صلح مین اور وہی رزم مین تھا — وہی گھر کے اندر وہی بزم مین تھا
وہی سوز مین تھا وہی ساز مین تھا — جو اعلان مین تھا وہی راز مین تھا
ہر اک پہ تھا حضرت ؐ کا لطف و عنایت — غریبوں سے لیکن بہت تھی محبت
نصیحت تھی الفت غریبوں سے رکھو — میسر ہو قرب خدا تا کہ تم کو
دعا تھی کہ مسکین رکھنا خدایا — اُٹھانا تو مسکین یا رب اُٹھانا

ف۱ انک لعلی خلق عظیم (سورۂ ن)

ف۲ بالمومنین رؤف رحیم (سورۂ توبہ)

خدایا یہ مجھپر ہو اکرام تیرا
غریبون ہی کے ساتھ ہو حشر میرا

غریبون کی کرتے محمدؐ اعانت
محمدؐ کیا کرتے حق کی حمایت

ہمیشہ ہر اک کا بھلا کرتے احمدؐ
غریبون کا خود قرض ادا کرتے احمدؐ

تحمل کی تلقین فرماتے حضرتؐ
مصیبت مین لوگون کے کام آتے حضرتؐ

کسی کو برا بھی نہ کہتے محمدؐ
کسی سے برے بھی نہ بنتے محمدؐ

برائی کا بدلا نہ لیتے محمدؐ
سدا درگزر کر ہی دیتے محمدؐ

نہ تھی حد محمدؐ کی دریا دلی کی
نہ رد کرتے درخواست جائز کسیکی

محمدؐ تھے بے مثل جود و سخا مین
وہ ہر چیز دیتے راہ خدا مین

سوا اسکے جو قرض ہوتا نظر مین
وہ کل کیلیے کچھ نہ رکھتے تھے گھر مین

درم اور دینار اناج اور کپڑے
مویشی زمین باغ سب بانٹ دیتے

ضرورت تھی چادر کی، ہبہ ملی تھی
کسی کو پسند آئی تو اسکو دیدی

نہوتا اگر پاس تو قرض لے کر
عطا کرتے سایل کو عالم کے سرورؐ

کبھی قرض بھی کچھ نہ اسوقت ملتا
تو سائل سے وعدہ ہی کر لیتے مولاؐ

سخاوت تھی حضرتؐ کی فطرت مین ایسی
کسی سے نہین عمر بھر تو نہین کی

مگر تھا یہ ارشاد یہ تھی ہدایت
کہ مانگو تبھی جب اشد ہو ضرورت

کرو تم سوال اس سے تو یہ ہے بہتر　　کہ بیچا کرو لکڑی جنگل سے لا کر

تشدد انہین تاپسند اسقدر تھا　　نمازین پڑھانے مین جسکا اثر تھا

نماز اسلیے مختصر سب پڑھاتے　　نہ گھبرائین کمزور یا کام والے

وہ گوشہ گزینی جو ہے ترک دنیا　　اگر کوئی اسکا ارادہ بھی کرتا

بہت اس سے بیزار ہوتے پیمبرؐ　　یہ ارشاد فرماتے تھے سب سے اکثر

خدا نے یہ سب کچھ جو ہم کو دیا ہے　　عنایت سے اپنی کرم یہ کیا ہے

تمتع نہ حاصل کرین ہم گر اس سے　　تو گویا نہین قدر اور شکر کرتے

بُری بات معلوم ہوتی کسی کی　　تو نام اُسکا لے کر نہ فرماتے کچھ بھی

یہ تعمیم کے ساتھ ارشاد ہوتا　　کہ لوگ ایسا کرتے ہین کہتے ہین ایسا

نہ ہوتی تھی اُس شخص کی سب مین ذلت　　نہ کم ہوتا تھا اسکا احساس غیرت

کسی شخص سے اپنی تعریف سُننا　　جناب محمدؐ نہ کرتے گوارا

کسی نے کہا آپؐ ہین سب مین بہتر　　تو ناخوش ہوئے آپؐ اس سے یہ سنکر

حضورؐ آتے گھر مین تو بشاش و خرم　　خوشی پھیل جاتی تھی گھر بھر مین اُسدم

جناب محمدؐ مین تھا عدل ایسا　　کہ تھا اسیر اغیار کو بھی بھروسا

ہو وہ اور مشرک بھی سب اپنے جھگڑے　　محمدؐ ہی کے سامنے پیش کرتے

نہ مسلم کے حق مین رعایت مروت — نہ کچھ غیر مسلم سے کاوش عداوت

ترازو کے انصاف کا کوئی پلّا — کسیکی طرف بھی تو جھکنے نہ پاتا

سفارش اسامہ نے کی تھی کسی کی — خدا کی قسم کھا کے بولے سنو جی

محمدؐ کی بیٹی بھی مجرم اگر ہو — محمدؐ سزا دے شریعت مین ہو جو

غلام اور آقا غریب اور تو انگر — محمدؐ کی نظرون مین سب تھے برابر

غلامون پہ تھی آپؐ کی خاص شفقت — یہ تھا اُن کے بارے مین ارشاد حضرتؐ

جو خود کھاتے ہو وہ انھین بھی کھلاؤ — پہنتے ہو جو خود انھین بھی پہناؤ

نہ اُن کو کہو تم غلام اور لونڈی — انھین اپنا بچہ کہو اپنی بچّی

یہ حضرتؐ مین تھی شان مہمان نوازی — کہ رہتا تھا ارمان مہمان نوازی

ہوا کرتے کفار و مشرک بھی مہمان — تو اُس میزبانی پہ رہ جاتے حیران

جناب محمدؐ مین وہ تھی شجاعت — فرشتون کو بھی جس پہ ہوتی تھی حیرت

لڑائی مین تھوڑے سے ہوتے مسلمان — تو دشمن ہزارون ہی با ساز و سامان

کبھی ہوتی تیرون کی بوچھار پیہم — تو گھبرا بھی جاتے مسلمان اُس دم

وہ ہٹتے اکھڑ جاتے سب کے قدم بھی — مگر پائے اقدس کو جنبش نہ ہوتی

بہم فوجین مصروف پیکار ہوتین — کلیجون کے جب برچھیان پار ہوتین

لڑائی مین تیرون کی بوچھار ہوتی | گرا کرتی شمشیر و خنجر کی بجلی
گلے کٹتے سر اڑتے تن ہوتے زخمی | ہر اک سمت سے ندی بہتی لہو کی
شجاعت کے نشے مین ہوتے سپاہی | یہان باعثِ ناز ذاتِ الٰہی
نہ فوج مقابل کو خاطر مین لاتے | نماز اس لڑائی مین پڑھتے پڑھاتے
بہت مطمئن رہتے اس حال مین بھی | محمدؐ کو تھی یاد حق سے تشفی
ہوئی فتح اسلام جب مشرکین پر | جبین نیاز آپؐ کی تھی زمین پر
اُحد مین مسلمان خلاف ہدایت | گرے لُوٹ پر ایسے کھو بیٹھے ہمت
مسلمان گھبرا گئے اور ہٹ کر | محمدؐ کے پہلو مین آئے سمٹ کر
مگر چند جانبازون کے ساتھ حضرتؐ | جمے رہ کے دیتے تھے داد شجاعت
یہان تک کہ دشمن نے مارا جو پتھر | وہ پتھر پڑا جا کے حضرتؐ کے منہ پر
جبین ہو گئی زخمی اک دانت ٹوٹا | وہین خون کا ایک فوارہ چھوٹا
صحابہ کہین بد دعا کیجئے اب | فرشتے کہے کوہ الٹ دیجئے اب
مگر آپؐ کی یہ دعا تھی کہ یارب | انھین عقل دے ہون مسلمان یہ سب
وہ کوہ وقار اپنی جا پر کھڑا تھا | مسلمانون کو دے رہا تھا دلاسا
لہو چہرے سے بہ رہا تھا سراسر | مگر کی دعا آپؐ نے ہاتھ اٹھا کر

زبان مبارک پہ پھر بھی یہ آیا — یہ نادان ہین درگزر کر خدایا
وہ اک پیڑ کے نیچے آرام مین تھے — کہ اک کافر آپہونچا تلوار کھینچے
کہا "اے محمدؐ تم اس وقت بولو — بچا سکتا ہے مجھسے اب کون تم کو"
معاً بول اُٹھے آپؐ "اللہ میرا" — ہوا رعب کافر پہ غالب کچھ ایسا
گری ہاتھ سے تیغ چھٹکر زمین — اُٹھالی وہ تلوار حضرتؐ نے بڑھ کر
جفا جو سے پوچھا یہ سرکارؐ نے تب — "بچا سکتا ہے کون مجھسے تجھے اب"
کہا "آپؐ سب غالبون مین ہین بہتر — جو چاہین کرین غالب آئے ہین مجھپر"
شہادت کا کلمہ سُنا کر نبیؐ نے — یہ فرمایا "پڑھ لے اسے صدق دل سے"
یہ کی عرض اُسنے "نہ مین یہ پڑھونگا — مگر آپسے مین ہون یہ وعدہ کرتا"
"نہ خود آپسے اب کبھی مین لڑونگا — کرونگا نہ لڑنے مین امداد اعدا"
"نہونگا شریک آپؐ کے دشمنون کا — اسیطرح ساتھ آپ کا بھی نہ دونگا"
ہُوا اُس سے ارشاد "خیر اب چلا جا" — وہ کافر جب اپنے قبیلے مین پہونچا
تو اسطرح کی مدح حضرتؐ کی اُسنے — کہ لوگو محمدؐ تو اچھے ہین سب سے
کرشمہ جو دیکھا تھا اُس درگزر کا — وہ شیدائے خلق نبیؐ ہوگیا تھا
شہ دین کی خدمت مین کل پھر آیا — نہایت خوشی سے وہ اسلام لایا

قریب آگئے دشمن وہین کچھ ایسا — مدینے مین اکبار گی شور اُٹھا
یہ سنتے ہی تیار ہونے لگے سب — حضورؐ انتظار اتنا کر سکتے تھے کب
وہ بے زین رکھے ہی گھوڑے پہ چڑھکر — لگا آئے تنہا ہر اک سمت چکر
مقامات خطر کے سب دیکھے بھالے — کمین کے جو موقع تھے سب چھان ڈالے
پلٹ آئے اور سب کی تسکین کر دی — کسی نے تھی افواہ سنکر خبر دی
محمدؐ سدا عفو سے کام لیتے — نہ دشمن سے بھی بدلے کا نام لیتے
خدا جانے کتنے تھے حضرتؐ کے دشمن — جو تھے جان و ایمان و عزت کے دشمن
تعرض جو کرتے بھی تھے وہ کسی سے — تو اسکی خطا بخش دیتے خوشی سے
اذیت وہ تھی کون سی جو نہین دی — رہی خون کی قوم کی قوم پیاسی
نہ کچھ کم کئے ہی ہین ستاتے تھے ظالم — مدینے مین چڑھ چڑھ کے آتے تھے ظالم
مگر سب گرفتار ہو کر جب آئے — ڈرانے کو حضرتؐ زبان پہ یہ لائے
کہون تم سے مین کیا سلوک اب بتاؤ — کہا خود ہی پھر سب ہو آزاد جاؤ
شہنشاہ کونین اکثر پہنتے — یہی موٹے جھوٹے غریبون کے کپڑے
وہ کمخاب و دیبا کے انمول کپڑے — سلاطین جو ہدیتاً بھیجتے تھے
گھڑی بھر مین لیتے شاہ دو عالم — جدا اُن کو کر دیتے پھر فخر آدم

سدھارے تھے دنیا سے جس دن محمدؐ — تو باندھے تھے وہ ایک گاڑھے کا تہمد

وہ کمل کہ پیوند جس مین لگا تھا — دوشالا شہنشاہ کونین کا تھا

وہ چمڑے کے گدّے وہ چمڑے کے تکیے — بھرے ہوتے تھے پتے روئی کے بدلے

کبھی تھی چٹائی کبھی بوریا تھا — نہ دوسرا جس پہ آرام کرتا

جو تھی جلد تن نرم دیبا سے بڑھکر — تو پڑجاتی تھین بدھیان سب ان پر

بہت کچھ ہزارون کو دیتے دلاتے — مگر خود تکلف کے کھانے نہ کھاتے

کبھی جَو کی روٹی کبھی خرمے ستو — یہی بیشتر کھاتے تھے شاہ خوش خوؐ

وہ روٹی بھی بے چھانے آٹے کی ہوتی — اُڑا دیتے تھے پھونک کر صرف بھوسی

نہ کھاتے تھے حضرتؐ کبھی سیر ہو کر — کبھی کھانے کو کچھ نہ ہوتا میسر

بہت بھوکے ہوتے تو عالم کے سرورؐ — رہا کرتے تھے پیٹ پر باندھے پتھر

کسی نے کہا مین بہت ہی ہون بھوکا — محمدؐ نے کچھ کھانے کو مانگ بھیجا

جواب آپؐ کے سب گھرون سے یہ آیا — سوا پانی کے کچھ نہین گھر مین کھانا

نہ چولھا جلا گھر مین دو دو مہینے — بسر کی کھجورون پہ پیارے نبیؐ نے

کبھی بی بی یا بیٹی کو دیکھتے گر — کہ پہنے ہین وہ کوئی سونے کا زیور

تو سمجھا کے خوف خدا سے ڈرا کر — اتروا ہی دیتے تھے اسکو پیمبرؐ

کبھی صاف کر لیتے گھر جھاڑو لیکر
وہ سی لیتے پھٹ جاتا جب کوئی کپڑا
محمد سرورِ ابرار جن کا خدا تھا
غلاموں کنیزوں مساکین تک کا
جو محفل میں جاتے کہیں بیٹھ جاتے
مراتب جو کم ہوتے ساتھی زیادہ
سفر میں جو مل جل کے کھانا پکاتے
وہ اپنے غلاموں کے تھے ایسے آقا
نہیں کان رکھکر یہود و نصاریٰ
محمد جو شاہنشہ دوسرا تھے
اُنھوں نے کیا تھا یہی عیش شاہی
بہت کانپتے رہتے خوف خدا سے
علاوہ نمازوں کے دن رات ہر دم
تھے جن سے ساری خلقت تو سوتی
کھڑا رہتے ایسی یاد خدا میں

وہ خود اونٹ کو باندھتے چارہ دیکر
وہ خود سیتے جوتا اگر ٹوٹ جاتا
وہ بازار سے آپ لاتے تھے سودا
کیا کرتا کام ایک عالم کا مولا
جگہ ملتی جس جا وہیں بیٹھ جاتے
تو باری سے حضرت بھی چلتے پیادہ
حبیب خدا لکڑیاں بن سے لاتے
مدد کرتے تھے گوندھ دیتے تھے آٹا
تعصب کی عادت کو چھوڑیں خدارا
حبیب خدا سید الانبیا تھے
کہ تاریخ دیتی ہے جس کی گواہی
لرز جاتے تھے آپ جھکڑ ہوا سے
رہا کرتے یاد الٰہی میں پیہم
وہ اٹھ بیٹھتے رات جب آدھی ہوتی
کہ تا صبح رہتے ثنا اور دعا میں

کھڑے رہتے خالق کی طاعت مین شب کچھ
جب اک ثلث رہ جاتی تھی رات باقی
وہ آپہونچی ہوتے اپنے سامان سے لوگو
یہ فرمایا کرتے تھے مین کیا بتاؤن
اگر تم اُسے جانتے ہوتے لوگو
گزارش یہ صدیق ؓ نے ایک دن کی
حوالکئی سورون کا دیکے بولے
یہ اکبار خطبے مین فرمایا لوگو
سُنو اے قریش آپ اپنی خبر لو
خدا سے نہین مین بچا سکتا تم کو
کہو تو ۔ جناب محمد ؐ سے بڑھ کر
محمد ؐ سے منہ موڑے اللہ کو بھولے
ہے یہ زعم باطل ہمارا کچھ ایسا
پیمبر جو لگے تھے برحق سبھی تھے
وہ انجیل و توریت دینی کتابین

ورم پائے اقدس پہ آجاتا اکثر
صدا یہ جناب محمد ؐ کی آتی
خدا کو کرو یاد لوگو خدا کو
جو کچھ جانتا ہون وہ مین جانتا ہون
تو ہنستے تو کم اور بہت روتے لوگو
کہ اب بال پکنے لگے آپ ؐ کے بھی
مین بوڑھا ہوا ہون قیامت کے غم سے
ڈرو حشر سے سمجھو نزدیک اُسکو
مین تم سے بھی کہتا ہون میرے عزیزو
خدا سے نہین مین بچا سکتا تم کو
ہوا ہے کوئی اس جہان مین پیمبر
بچا لینگے حضرت ؐ ہم اسپر ہین پھولے
غلط ہے عقیدہ نصاریٰ کا جیسا
خدا کے رسول اور سچے نبی تھے
سماوی بھی تھین خدا کی کتابین

یہ اسلام لیکن خدا کی ہے رحمت
یہی ایک مذہب ہے بس دین فطرت

اس اسلام مین جسقدر خوبیان ہین
کسی اور مذہب مین اتنی کہان ہین

تعصب سے خالی ہین جن لوگونکے دل
کئی خوبیون کے تو ہین وہ بھی قائل

ہے اسلام مین جتنی پرہیزگاری
کسی اور مذہب مین کب ہے وہ ساری

یہ ہمدردی انسانی اُسنے سکھائی
ہر اک آدمی سے کرو تم بھلائی

سدا خیر خیرات کرتے رہو تم
بھلائی کی ہر بات کرتے رہو تم

غریب اور بیکس مسلمان بھائی
بہت سے ہین محتاج حاجت روائی

نکالو زکات۔ اُن کو دیتے رہو تم
خدا سے صلہ اسکا لیتے رہو تم

کرو اپنے مان باپ کی پوری عزت
محبت کرو بلکہ اُن کی اطاعت

نہ تھا کچھ زمانے مین حق عورتونکا
وہ اسلام دنیا مین مذہب ہے پہلا

کہ نسوان کے طبقے کی بھی حق رسی کی
برابر ہی مردون کے اُن کو جگہ دی

وہ نیچ اونچ ذات اور چھوٹائی بڑائی
سب اسلام نے خود پسندی مٹائی

غلام اور آقا برابر ہین دونون
خدا کے ہین بندے برابر ہین دونون

امیر اور غریب اور سب دھوبی نائی
مسلمان اگر ہون تو ہین بھائی بھائی

مددگار بیوہ کا ہونا سکھایا
یتیمون پہ احسان کرنا بتایا

کرو جانور پر بھی تم مہربانی
بتائی یہ انسانیت کی نشانی

کسی سے اگر کوئی وعدہ کرو تم
بنے جس طرح اُسکو پورا کرو تم

تحمل حیا صبر اور بردباری
ادب صلح صدق اور کفایت شعاری

توکل قناعت سخاوت شجاعت
بہم اتفاق اور سچی محبت

تواضع مدارات مہمان نوازی
اخوت کرم عاجزی راستبازی

وفا رحم خلق اور شکر عنایت
صفائی طہارت عبادت ریاضت

یہ سب پایا اسلام ہی کی بدولت
کہ جس سے مسلمانون کو ہے فضیلت

بڑا جسنے قرض حاجت پہ دینا
حرام اُسنے ہے کردیا سود لینا

طمع اور اسراف پہ کی ملامت
نفاق اور چغلی کی ہے کی مذمت

دغا جھوٹ غیبت سے سبکو بچایا
غرور اور نخوت سے سبکو بچایا

شراب اور ہر چیز جسمے ہے نشے کی
برائی بتاکر حرام اُسنے کردی

بری رسم دخترکشی کی مٹا دی
جو تھی اک زمانے سے ملکون مین جاری

زنا اور عیاشیون سے بچایا
جوئے اور اوباشیون سے بچایا

یہ اسلام نے سب کو تعلیم دی ہے
جو سب مذہبون سے زیادہ سخی ہے

کبھی بدلہ لینے کی خواہش نہ کرنا
نہ رکھنا کبھی کینہ کاوش نہ کرنا

تفاوت غضب ظلم اور عیب جوئی
ہر اک خصلت ان میں سے ایسی بری ہے
ان اوصاف ہی سے یہ فضل و شرف تھا
دل و جان سے قربان تجھ پر خدایا
ذریعہ عجب ہے عجب واسطہ ہے
خدا کے کرم سے محمدؐ کو پایا
یہ اخلاق اسلام کا جو چمکا
نہ صرف ایشیا بلکہ ہر خطۂ اعظم
بڑھے بگڑا ہر عرب کے جو زور سے
کیا آپ نے کسب ضیا پھر تو سب نے
زمانے میں جب اور سب بے خبر تھے
اُنھی مُردوں میں علم کے جان ڈالی
زرِ علم و حکمت کا کھولا جو توڑا
زمانے کو علم و ہنر سب سکھایا
طریقے نہ صنعت کے سب کچھ سکھائے

جفا بخل بدگوئی اور ترشروئی
کہ نفرت کرے اس سے جو آدمی ہے
کہ شہرہ مسلمانوں کا ہر طرف تھا
کہ تو نے مسلمان ہم کو بنایا
اس احسان پہ جان اپنی فدا ہے
محمدؐ نے ہم کو خدا سے ملایا
کہ جاگا نصیبا عرب اور عجم کا
اسی کی بدولت ہوا شاد و خرم
ہوئے آفتاب اور دنیا پہ چمکے
نہ بھولیں وہ احسان کیے جو عرب نے
مسلمان تب اہل علم و ہنر تھے
کیے انتظامات ملکی و مالی
ہوا اک طرف سے جہالت کا توڑا
کہ دم اسکا بھرتا ہے اپنا پرایا
تجارت کے رستے ہر اک کو بتائے

وہ صنعت کے موجودہ حرفت کا باعث
یہ اخلاق اسلام نے یاد رکھا
حقوق ان کے ملکی برابر دیئے سب
وہ تعلیم روحانی اسلام نے دی
فرنگی نہ حق بات سنکر ہون تیکھے
ہمین دولت علم و فن کے تھے قائم
یہ سب کچھ وفر آج جو دلنشین ہین
تعصب سے یہ قول ہے جاہلون کا
مسلمان بنانے مین سختی جو ہوتی
مگر ایسا اسلام تو بے اثر ہے
یہ اسلام شمشیر سے جن کی پھیلا
نہ تلوار ماری نہ برچھی نہ بھالا
مزین ہین اوراق تاریخ جس سے
کہ غرناطہ سے دہلی تک ہم ہی ہم تھے
ہمین مین کبھی تھے جو نامی گرامی

ہوئے اک زمانے کی راحت کا باعث
کہ مفتوح کا دین آزاد رکھا
جو محصول شاہی تھے کم کر دیئے سب
تمدن نے بھی پائی جس سے ترقی
ہمین سے ہنر سارے یورپ نے سیکھے
ہمین سات سو سال تک تھے معلم
عرب ہی کے سانچے نقش و نگین ہین
کہ اسلام شمشیر کے ڈر سے پھیلا
تو اقرار اسلام ہوتا زبانی
مدار اسکا تصدیق بالقلب ہے
انھین اسکی شمشیر کا ڈر بڑا تھا
فقط حسن اخلاق نے مار ڈالا
جو منصف ہین منکر نہین ہین وہ اسکے
سیاست مین انکی جو خیر الامم تھے
مگر اب جو کستے ہین سب کی غلامی

وہی ہم ہین لیکن ہم اب وہ نہین ہین ۔ جو تھے آسمان زندہ زیر زمین ہین
عقیدہ یہ بعضون کا سنئے خدارا ۔ ترقی کو مانع ہے مذہب ہمارا
اثر ہے یہ تقلید یورپ کا سارا ۔ یہ مذہب نصاریٰ کا ہے یا ہمارا
مسلمان انگریز تو ہین کچھ ایسے ۔ جو افسوس کر کر کے ہین کہتے رہتے
نہین جائز اسلام مین سودخواری ۔ اسی سے ہے افلاس مین قوم ساری
وہ اگلے مسلمان جو تھے تونگر ۔ تو کیا سود ہی کھاتے تھے بندہ پرور؟
بچاسون ہی فرقے اب اسلام کے ہین ۔ نہین کام کے ہین فقط نام کے ہین
عقائد خلاف اور مسائل مین حجت ۔ کہے کافر اک دوسرے کو یہ عادت
امیر اور غریب اور پڑھے لکھے جاہل ۔ ہر اک فرقے مین لوگ ایسے ہین شامل
غریبون کی کب ہے امیرون کو پروا ۔ پڑھے لکھون کو جاہلون سے غرض کیا
یہ کالج کے اکثر مسلمان لڑکے ۔ رعونت سے چلتے ہین کیا کیا اکڑ کے
بڑون کا ادب جانتے ہی نہین ہین ۔ نصیحت کرو مانتے ہی نہین ہین
بزرگون کی جانب وہ لاتین کرینگے ۔ وہ انگریزی اردو[1] مین باتین کرینگے
اگر ہو لکھ بھی بڈھے بوڑھے گھر کے ۔ کہین کوئی بھی دین کی بات سنتے

[1] جیسے ذرا دیکھنا تو کلاک (گھڑی) مین ٹائم (وقت) کیا ہے

تو ہنس ہنس کے اُن سے ہین بیجا اُلجھتے
وہ ہین ولد فول اُنکو بالکل سمجھتے

وہ کیا جانین کیا ہے نماز اور روزہ
وہ اُٹھ بیٹھے ہے تو یہ بوجہ فاقہ

نماز اور روزے کا ہو گھر مین چرچا
تو ہے یہ عمل اُنکے دل کو بھی پرچا

اُنھین پر کُن اسلام کی کیا خبر ہے
ہوئی جیسی تعلیم ویسا اثر ہے

نہ خوف خدا ہے نہ پاس رسول اب
ہر اک رکن دین کو ہین کہتے فضول اب

خدا کی عبادت کرے جسنے نادان
قلاوزیا کہلاتا ہے وہ مسلمان

ولایت گئے اور واپس جو آئے
تو لندن کا تحفہ وہ اک میم لائے

نزاکت صباحت سے ہے اسپہ جوبن
کسی درجے کی ہو وہ ہے تو فرنگن

مزہ کورٹ شپ کا طلسم اک نیا تھا
وہ تھا جوش دل مین کہ بوتل مین سوڈا

انھین کو ہے دوبھر سی اولاد اُنکی
جوانی ہے اب نذر برباد اُنکی

جدھر دیکھیے اب ہے انھین کی کہانی
نہ انگریز پوچھے نہ ہندوستانی

کھُلین چند ہی دن مین آنکھین تو سوجھا
ولایت کے سوٹے مین رہنا ہی گھاٹا

وہ انگریزی فیشن کا سب عیش اُٹھائین
ہزارون کمائین ہزارون اڑائین

غریب اور محتاج و تنکار سے جائین
احاطے مین بنگلے کے آنے نہ پائین

جو مفلس ہے ایم۔ اے، بی۔ اے بھی نہین ہے
اُسے زندہ رہنے کا حق ہی نہین ہے

مسلمان بھائی ہین ڈپٹی کمشنر
کف شرٹ کے ہین کالر کی زینت
کرون ہین وضو اور تکلف تو ٹب جائے
مری ٹانگین تو جکڑی ہی تپلون ہے ہین
نہا دھو کے کپڑے پہنتا ہون جب تک
پڑھون ظہر مین یا ٹفن کھاؤن ڈٹکر
نہین عصر و مغرب مین کچھ خوب ورزش
عشا میری بلیرڈ ٹیبل کا چکر
نمازین کلب مین مین جاتی بلا سے
کلب والے کہتے ہین طنزیہ ہنسکر
مسٹر .... کو ہون اب مین کھاتا
انھین انٹروڈیوس کرنا وبال ہے
مسلمانون سے کہنے کو عذر ہین سب
نہ پاپا نے دینی کتابین پڑھائین
لڑکپن ہی سے مجھکو انگلش پڑھائی

وہ اک روز کہنے لگے ہم سے کھلکر
گلو گیر نکٹائی کالر کی زحمت
تو سوسائٹی مجھ پہ انگلی اٹھائے
نماز ایسی حالت مین کیونکر پڑھون مین
نکل آتا ہے روز سورج بھی تب تب
یہ دو کام ہون ایک ہی وقت کیونکر
اُچھل کود ٹینس مین مرغوب ورزش
بتاؤ پڑھون کب نماز اور کیونکر
مین سوسائٹی سے ڈرون یا خدا سے
مسٹر ..... کو نہین لاتے مسٹر
بہت وقت میرا ہے اس مین بھی جاتا
یہی فکر اب رات دن مہربان ہے
پرائیویٹلی کہتا ہون مین تم سے یہ اب
نہ مذہب کی باتین مجھے کچھ بتائین
پھر اُس پر ہوا مین نے لندن کی کھائی

کریں پاک وہ گھر کو گوبر جب آئے — نہ کھائیں وہ کھانا کبھی بے نہائے
نماز ان کو آئے نہ روزہ وہ رکھیں — ملے جو حلال اور حرام اسکو چکھیں
پئیں اور پئیں شراب اور گانجا — وہ افیون اور بھنگ کا لیں اجارا؎
کروڑوں مسلمان بھائی ہیں جاہل — کہ ہم لوگ انکی طرف سے ہیں غافل
مسلمان مسکین ہیں آج لاکھوں — ہیں نان شبینہ کو محتاج لاکھوں
جو مرتے ہیں بھوکوں تو مرنے دیں سب — اگر شرک کرتے ہیں کرتے رہیں سب
کوئی مست عشرت کوئی محو نخوت — کسے اپنی تن پروری سے ہے فرصت
وہ اسلام تو ہو گیا ہے فسانہ — وہی جاہلیت کا اب ہے زمانہ
نہ بچوں کی پروا نہ جورو کا غم ہے — مسلمان کھیلیں جوا کیا ستم ہے
مسلمان کریں حاکموں سے لجاجت — جوا کھیلنے کی وہ مانگیں اجازت
وہ سب ہار کر پاس کا زر جوئے میں — گرو رکھیں جورو کا زیور جوئے میں
جوا کھیلینگے چاہے چوری کریں وہ — جوا کھیلینگے چاہے بھوکوں مریں وہ
پکارے یہ کہتے ہیں اب تو جواری — ڈریں کیوں پولس سے ہے مدد پر ہماری
خواص ایسے ہیں اب جوئے میں کھلاڑی — عوام انکے آگے ہیں بالکل اناڑی

؎ ٹھیکا

جو ابھی تو اب ایک فیشن ہوا ہے ۔۔۔ مہذب زمانہ مہذب جو اب ہے
لگاتے ہین گھوڑ دوڑ مین خوب بازی ۔۔۔ کبھی لاٹری کرتی ہے دلنوازی
ہزارون ہی کے ہوتے ہین وارے نیارے ۔۔۔ رہا کچھ نہ پاکٹ مین تو قول ہارے
فقط جی بہلنے کو بازی لگا کر ۔۔۔ کلب مین برگ ہے تو شطرنج گھر پر
جوانون سے بوڑھے بھی کھاتے ہین بازی ۔۔۔ تو گوئی کہ بازیش بابا است بازی
حدیث اور قرآن سے ہو یاد اتنا ۔۔۔ کہ اسلام مین پردہ جائز تھا کتنا
ابھی مرد اسلام مین ہین ادھورے ۔۔۔ جو آزاد ہون عورتین تو ہون پورے
ہین گھر ہی مین عورتین کیا غضب ہے ۔۔۔ یہ اسلام مین پردہ کب تھا جواب ہے
نظر کرتے یورپ کی آزادیون پر ۔۔۔ وہان عورتون کے کھلے کیسے جوہر
جو تقلید یورپ پہ مرتے ہو یارو ۔۔۔ نتیجے پہ کچھ غور کرتے ہو یارو
بہو بیٹیان بیبیان بہنین مائین ۔۔۔ کلب مین رہین ساتھ تھیٹر مین جائین
ہوا کھائین سب پارک مین ساتھ دیکھو ۔۔۔ کمر مین کبھی ہاتھ مین ہاتھ دیکھو
پیانو وغیرہ بجا کر دوگانین تو ۔۔۔ کبھی بال مین جائین ناچین نچائین
یہ حجت جو تم نے نکالی ہے صاحب ۔۔۔ نئی جنگلی کھیس مین ڈالی ہے صاحب
دلون مین لگا دی نئی آگ یارو ۔۔۔ لنگوٹے پہ کھیلو گے کیا پھاگ یارو

اسی پردے سے کچھ ہے پردہ تمہارا — اٹھاؤ نہ اس پردے کو بھی خدارا

جس اسلام کی یاد اتنی رہی ہے — اس اسلام کا پاس کچھ اور بھی ہے

وہ تھے کیسے لوگ اور کیا تھا زمانہ — جسے کر دیا ہم نے خود ہی فسانہ

وہ اگلے مسلمان مسلمان تھے سب — وہ اسلام پر دل سے قربان تھے سب

قلوب انکے تھے نور ایمان سے روشن — نہ پتھر جگر تھے نہ دل اُن کے آہن

نہ ہوتا تھا عصیان سے آلودہ دامن — وہ تابع نہ تھے نفس کے مشفق من

شریعت کے پابند ہر بات مین تھے — حقیقت مین تھے خاص بندے خدا کے

سدا حاضر و ناظر اسکو سمجھتے — وہ جلوت مین جیسے تھے خلوت مین ویسے

جب آنکھون سے بھی پردہ اسلام کا تھا — تو پردہ بھی ایسا نہ تھا اب ہے جیسا

ذرا اپنے اخلاق کا حال دیکھو — گریبان مین اپنے منھ ڈالو اب تو

شراب اور گانجا مین پیتے مسلمان — اسی کے سہارے ہین جیتے مسلمان

حیا شرم نقصین سودخواری مین کب ہے — پھر اس پر ستم یہ کہ فتویٰ طلب ہے

یہ چال اب بہت سے مسلمانون کا ہے — کہ دست گدائی کا پیشہ کیا ہے

ہر اک گاؤن قصبے مین اب ہے لڑائی — محلے مین جب دیکھو تب ہے لڑائی

ہر اک گھر مین جھگڑا بکھیڑا مچا ہے — بھتیجا یتیم اُسکا دشمن چچا ہے

کسی گھر مین کھائی ہے بھائی کا دشمن
کہین ہتی ہے باپ بیٹے مین ان بن

جو تھی باپ دادا کی گھر مین کمائی
لڑے ایسے آپس مین کوڑی نہ پائی

وہ ہر چیز کے واسطے ہین جھگڑتے
نہین ہی جو تلوار سے ہین لڑتے

لڑائی مین وہ چیز ساری گنوائی
عدالت مین کھوئی وکیلون نے کھائی

مجسم تھے خیر اُنکی اب ضد ہوے ہین
جو مصلح تھے خود ہی وہ مفسد ہوے ہین

وہ ہمدردی اب بھائیون مین نہین ہے
عوض اسکے اب پالیسی دلنشین ہے

زبان پر ہے کچھ دلمین کچھ اور اُنکے
منافق سے ملتے ہوے طور اُنکے

نہ ایفاے وعدہ کی پروا انھین ہے
نہ کچھ جھوٹ کہنے مین دھڑکا انھین ہے

مسلمانون نے چھوڑدی راستبازی
مسلمانون سے اُٹھ گئی دلنوازی

مسلمان کی غیبت تو اک شغلہ ہے
کرین عیب جوئی یہی حوصلہ ہے

طمع سے ہر اک امر حق کو چھپائین
گواہی جو دین جھوٹی قسمین وہ کھائین

ہر اک بات مین اب ہے نا اتفاقی
نہین میل جول اتفاق ان مین باقی

خیالات اب اُنکے فاسد ہوے ہین
جو محسود عالم تھے حاسد ہوے ہین

پیمبر سے نادم نہ اللہ سے ڈرتے
وہ لڑکی کو ہین زندہ درگور کرتے

جو مسجد مین ایسا لکھائین پڑھائین
نئی روشنی کی فرنگن بنائین

جہالت ہے جنھین وہ رکھتے ہین جاہل
نہ دنیا کے قابل نہو دین حاصل

ابن املاک مین باپ جو چھوڑ جاے
کسی چیز مین بیٹی حصہ نہ پاے

جو ہو جائے بیوہ وہ آفت کی ماری
تو سسرال کیا میکے پر بھی ہو بھاری

بٹھا رکھین برباد کردین جوانی
رنڈاپے ہی مین کاٹے وہ زندگانی

نماز آج کل یا وہ پڑھتے نہین ہین
جو پڑھتے ہین گویا وہ پڑھتے نہین ہین

مصلے پہ خود دل کہین اور اُنکے
خدا دیکھتا ہے یہ سب طور اُنکے

رکوع و سجود اُنکے ہوتے ہین ایسے
اُٹھے اور گرے وھان کی ڈھیکی جیسے

بیچارے یہ کہتے ہین روزہ وہ رکھے
نہو کھانے پینے کو کچھ گھر مین جسکے

جنھین اس مرض سے ہوا ہے افاقہ
وہ روزہ ہین کیا رکھتے کرتے ہین فاقہ

ہنسی کھیل مین قصے پڑھ پڑھکے سو کر
وہ دن کاٹ دیتے ہین روزے کو رو کر

زکات اور خیرات دیتے نہین ہین
یہ فرض اپنے ذمے وہ لیتے نہین ہین

جو ہے بخل یا جوڑنے کی ہے خصلت
تو ہے سود پر بینک مین جمع دولت

کہین کم نہ ہو جاے بار خزانہ
وہ بن بیٹھے ہین خود ہی مار خزانہ

غرض پانچون ارکان دین سے رہے ہین
مگر پنج عیب اُن مین شرعی بھی ہین

ہمارے نبی نے کہی ہے تجارت
سمجھتے ہین جسمین ہم اپنی اہانت

سمجھتے ہین خوردہ فروشی مین ذلت ۔ بہت روپیہ ہو کرین تب تجارت
نہین علم وہ جس سے حاصل ہو صنعت ۔ خلاف نجابت ہے ہر ایک حرفت
بی اے کی بھی بازی ہزارون اٹھاے ۔ مگر تین کانے ہمین ہاتھ آئے
ملے تیس چالیس کی بھی اسامی ۔ بی اے پاس ہین ہم کرینگے غلامی
زمینداریان باپ دادا سے پائین ۔ تعیش مین پڑکر وہ سب بیچ کھائین
رہی تندرستی ہمیشہ زراعت ۔ ہر اک سال ارضی سماوی ہے آفت
کبھی کچھ بھی کھیتی اگر ہو گئی ہے ۔ اسے سیٹھ جی کی نظر ہو گئی ہے
جو اولاد نواب کا ہے وثیقہ ۔ وہ سب سیٹھ جی کا ہوا ہے وظیفہ
فلاکت سے بھی بڑھ گئی ہے فلاکت ۔ یہ سب ہے اپنے اعمال ہی کی بدولت
رسول خدا کے ہین نائب عالم ۔ انھین خلق کی دستگیری ہے لازم
جو عالم بنے پھرتے ہین مارے مارے ۔ وہ سب عالمون کو ہین بدنام کرتے
کتابین مواعظ کی اردو مین دیکھین ۔ حدیثین بھی کچھ عالمون سے سنی تھین
جو مسجد مین پہنچے تو منبر پہ چڑھکر ۔ کچھ آیات و اخبار و آثار پڑھکر
کچھ انگریزی پڑھنے کی کردی برائی ۔ حکایت کوئی چکنی چپڑی سنائی
زبانی ہی دست طلب پھر بڑھایا ۔ سبق عالمون کی مدد کا پڑھایا

کچھ ایسے بھی لکھے پڑھے آجکل ہین
کہ عالم تو ہین وہ مگر بے عمل ہین

بہم اختلافات اُن مین ہین ایسے
چلے بس تو زہر ایک کو ایک دیدے

کچھ ایسے ہین عالم کہ گوشہ نشین ہین
وجود اُنکا ایسا ہے گویا نہین ہین

طمع نے زبان بند کی عالمون کی
نظر دیکھتے رہتے ہین حاکمون کی

کہین سچ تو حاکم سے خوف و خطر ہے
رئیسون سے حق بات کہنے مین ڈر ہے

کہان اب وہ نوری[۵۱] وہ یوسف[۵۲] سے قاضی
کہان بو حنیفہ[۵۳] فضیل[۵۴] اور حربی[۵۵]

ہوئے قید سختی پہ سختی اُٹھائی
پڑی جیسی اُفتاد ویسی اُٹھائی

گئی جان بھی اسقدر کوڑے کھائے
مگر امر حق سے نہ وہ باز آئے

گیا بادشہ رات کو لیکے تھیلی
ہزار اُسمین دینار تھے چپکے سے دی

تو نفرت سے توڑے پہ لات اک لگائی
کھڑی ہی کھڑی بادشہ کو سنائی

۵۱ ابو الحسین۔ عہد خلیفہ معتضد باللہ

۵۲ ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم عہد خلیفہ معتضد باللہ

۵۳ نعمان نام ابو حنیفہ کنیت امام اعظم لقب۔

۵۴ فضیل بن عیاض۔ عہد خلیفہ ہارون رشید۔

۵۵ ابراہیم عہد خلیفہ معتضد باللہ

اُٹھا دے نظر تو دہل جائے دنیا — ہلا دے زبان تو بدل جائے دنیا

جو آنکھوں پہ پردہ پڑا ہے اُٹھا دے — پھر اسلام کی راہ ہم کو لگا دے

وہی جام وحدت ہمین پھر پلا دے — مسلمان بنا دے خدا سے ملا دے

مگر ایسے اللہ والے کہان ہین — انھین کون پائے جہان ہین وہان ہین

ہمارا یہ حال اور بھائی ہمارے — ہمین کو مٹانے پہ اب ہین اُتارے

جو اپنے بنائے سنوارے ہوئے ہین — وہ محسن کشی پر اُتارے ہوئے ہین

حکومت تھی جب خود داد و دہش کی — لکھایا پڑھایا انھین پرورش کی

نہ کھینچا مدد کا کبھی ہاتھ اُن سے — رہا چولی دامن کا بس ساتھ اُنسے

انھین اسطرح اپنے دل مین جگہ دی — خوشی سے بنایا انھین گھر کا بھیدی

کیا اُنسے اسطرح کا بھائی چارا — جدائی نہ ہم نے کبھی کی گوارا

نہ مفتوح و فاتح کا برتاو رکھا — جو ہے آج یورپ کی قومون مین دیکھا

نہ کچھ کھانے پینے مین پرہیز اُنسے — نہ کچھ مرنے جینے مین پرہیز اُنسے

نہ ملنے ملانے مین اُنسے کمی کی — بہت لے لین رسمین بھی شادی غمی کی

نہ دلمین تعصب نہ طینت مین کچھ شر — کیے اختیار اُنکے پہناوے اکثر

جگہ دی جو بھاشا کو اپنی زبان مین — ہوئی رائج اردو یہ ہندستان مین

ہمین اسقدر اُنکی بھاشا ہے پیاری
کہ ہے حمد اور نعت تک اُسمین جاری

مگر شرک کے اب یہ جو ہر کھلے ہین
مٹانے پہ اُردو کے ناحق تلے ہین

وہ اُردو کو کیا اب مٹائینگے ہم کو
وہ ہندوستان سے بھگائینگے ہم کو

ہمین کیا مٹائینگے اسلام کو وہ
نہین سوچتے اپنے انجام کو وہ

کہین کی ہے اینٹ اور کہین کا ہے روڑا
زن شعبدہ باز نے کنبہ جوڑا

وہ خود نیچ جاتی[1] کی کرتے ہین گت
اسی نیچ جاتی کے بل پر ہے ہمت

چمارون کو پھسلا کے پرچاک بھی دیکر
یوہین مہترون کو بھی ہمراہ لیکر

انھین کر کے آگے انھین کے سہارے
وہ بنتے ہین مد مقابل ہمارے

وہ پتھر کی مٹی کی مورت بنائین
اُسے پوجین سر اُسکے آگے جھکائین

وہ دریا کو پوجین پہاڑون کو پوجین
وہ حیوان کو پوجین وہ جھاڑون کو پوجین

یہ چیچک بھی ہے اک مرض جانتے ہین
اسے بھی کوئی دیبی وہ مانتے ہین

یہ مخلوق کے بندے کے دن اُڑینگے
یہ خالق پرستون سے کبتک لڑینگے

فتوحات اسلام کو گزری مدت
نہین یاد انھین اب ہماری شجاعت

ضرار رضی اور شرجیل رضی اور بو عبیدہ رضی
زبیر رضی اور مقداد رضی اور بو دجانہ رضی

[1] کم ذات لوگ

ہمین اسقدر اُنکی بھاشا ہے پیاری — کہ ہے حمد او رنعت تک اُسمین جاری
مگر شرک کے اب یہ جوہر کھلے ہین — مٹانے پہ اُردو کے ناحق تلے ہین
وہ اُردو کو کیا اب مٹائینگے ہم کو — وہ ہندوستان سے بھگائینگے ہم کو
ہمین کیا مٹائینگے اسلام کو وہ — نہین سوچتے اپنے انجام کو وہ
کہین کی ہے اینٹ اور کہین کا ہے روڑا — زن شعبدہ باز نے کنبہ جوڑا
وہ خود نیچ جاتی[1] کی کرتے ہین سنگت — اسی نیچ جاتی کے بل پر ہے ہمّت
چمارون کو پھسلا کے پرچاپ بھی دیکر — یونہین مہترون کو بھی ہمراہ لیکر
انھین کرکے آگے انھین کے سہارے — وہ بنتے ہین مد مقابل ہمارے
وہ پتھر کی مٹی کی مورت بنائین — اُسے پوجین سر اُسکے آگے جھکائین
وہ دریا کو پوجین پہاڑون کو پوجین — وہ حیوان کو پوجین وہ جھاڑون کو پوجین
یہ چیچک بھی ہے اک مرض جانتے ہین — اسے بھی کوئی دیبی وہ مانتے ہین
یہ مخلوق کے بندے کے دن اُڑینگے — یہ خالق پرستون سے کبتک لڑینگے
فتوحات اسلام کو گزری مدت — نہین یاد انھین اب ہماری شجاعت
ضرار رض اور شرجیل رض اور بوعبیدہ رض — زبیر رض اور مقداد رض اور بو دجانہ رض

[1] کم ذات لوگ

وہ خالدؓ وہ طلحہؓ وہ سعدؓ اور عاصرؓ ۔۔۔ وہ عمروؓ بن عاصؓ اور عمارؓ و یاسرؓ

وہ موسیٰؓ وہ طارقؓ ثنی قتیبہؓ[1] ۔۔۔ وہ قاسم کا بیٹا محمدؓ[2] وغیرہ

یہ تھے فوج اسلام کے چند افسر ۔۔۔ لرز جاتے تھے بادشہ نام سنکر

رسالہ تھا ہر اک سپاہی سے آری ۔۔۔ کہ اک اک مسلمان تھا سوسو پہ بھاری

پہاڑ اور جنگل زمین اور سمندر ۔۔۔ انھیں خدمت دین میں تھا سب برابر

یہ جوش انکا کب نام کیواسطے تھا ۔۔۔ جہاد انکا اسلام کے واسطے تھا

ہوا شہرہ اسلام کی خوبیوں کا ۔۔۔ تو بعضوں نے خود ہاتھ بڑھکر ملایا

عقیدہ تھا سچا خدا پر یقین تھا ۔۔۔ ہمارا سا اسلام انکا نہیں تھا

نہ تھکنا لڑائی میں وہ جانتے تھے ۔۔۔ نہ وہ بھوک اور پیاس کو مانتے تھے

انھیں زندگی سے تھی بہتر شہادت ۔۔۔ کہ دنیائے فانی سے بڑھکر ہے جنت

عقیدہ ہو جس قوم کے دل میں ایسا ۔۔۔ وہ کیا جانے ہٹ جانا ہوتا ہے کیسا

ہر اک ملک میں اپنے جھنڈے اڑائے ۔۔۔ زمانے میں نصرت کے ڈنکے بجائے

نہ ہرمز کو چھوڑا نہ ہرقل کو چھوڑا ۔۔۔ گرا منھ کے بل جسنے منھ ان سے موڑا

[1] ابن مسلم فاتح کاشغر جسنے خاقان چین سے بھی خراج وصول کرلیا۔

[2] فاتح سندھ

اُلٹ ہی دیا تخت کسریٰ و قیصر
پلٹ ہی دیا تخت کسریٰ و قیصر

وہ راجہ مہاراجہ ہم سے لڑے تھے
مٹے ایک سب جتنے چھوٹے بڑے تھے

بناکر وہ حیوان کو بھی اپنا ساتھی
مدد کو ہزاروں ہی لائے تھے ہاتھی

مسلمان کم تھے مگر تھے مسلمان
فقط جوش اسلام تھا ساز و سامان

وہ لاکھون کا لشکر نہ کچھ کام آیا
سدا حق نے باطل کو نیچا دکھایا

ہمیشہ گرے ہین جو ہم سے لڑے ہین
ہماری شجاعت کے جھنڈے گڑے ہین

سدا شرک و تثلیث کو پیس ڈالا
رہا سب مین توحید کا بول بالا

نہین بے دلیل ایسا دعویٰ ہمارا
یہ تاریخ عالم سے ہے آشکارا

مگر حوصلہ اُنکا بیجا نہین ہے
وہ ہین دیکھتے ہم مین ایکا نہین ہے

اُنھین اس بنا پر ہوئی ہے یہ ہمت
کہ باقی نہین ہم مین قومی حمیت

اگر ہم مین کچھ ہے تو جھوٹی مشیخت
جہالت کا ہے نام دینی حرارت

کہان اب وہ اسلام کا جوش باقی
چڑھائی ہے اتنی نہین ہوش باقی

سوا اسکے قرآن مین ہے یہ آیا[1]
خدا نے پیمبر کو اپنے جتایا

یہود اور مشرک جو ہین اے پیمبر[2]
عدو اُنکو پاؤ گے تم سب سے بڑھکر

[1] لتجدن اشد الناس الخ (آخر پارہ لایحب اللہ)

مگر اپنے کو کہتے ہین جو نصاریٰ
مشائخ بھی عالم بھی ہین ان مین ہوتے
مسلمانون سے لے پیمبر اسی سے
خدا کی ہدایت سے منھ ہم نے موڑا
ہماری سمجھ پر پڑے ایسے پتھر
کہ جس سے نیا بھائی چارا بڑھایا
ہمارے مخالف وہ ہر بات مین ہین
کہان تک خوشامد کہان تک لجاجت
جھکے تم سے جو اس سے جھک جاؤ تم بھی
مسلمان ایسون کی مار آج کھائین
مسلمان بے موت اب مر رہے ہین
ان اعمال کا یہ نتیجہ ہوا ہے
اگر بھوک اور پیاس مین دیوے کوئی
بچھایا پرانا اگر ایک کپڑا
تو اپنی زبان آنکھ اور دل سے کیا کیا

تکبر سے کرتے ہین وہ سب کنارا
انھین اتنا میلان ہے اس سبب سے
نصاریٰ ہین نزدیک تر دوستی سے
ملے مشرکون سے نصاریٰ کو چھوڑا
کہ ہم نے بھروسا کیا کافرون پر
کہ مسجد کے منبر پہ اسکو چڑھایا
تعصب سے موقع طلب گھات مین ہین
وہ تیور کیے ہین کب سنینگے نصیحت
رکے تم سے جو اس سے رک جاؤ تم بھی
مسلمان ہی الٹے پھر جل جائین
یہ سب اپنی کرنی ہے جو بھر رہے ہین
محمدؐ ہین روٹھے خدا بھی خفا ہے
ہمین پانی تھوڑا سا آدھی بھی روٹی
کوئی دیوے تن ڈھانک لین اس سے ننگا
ادا کرتے ہین شکر اسکی مدد کا

ہمین چھوٹی سی نوکری کوئی دیدے
نہو عذر اگر آبرو بھی وہ لے لے

یہ حکام ادنیٰ سے اللہ کے بندے
پڑے وقت تو پھر یہ ہوتے ہین کسکے

خوشامد مین انکی ہین دن رات رہتے
بجا بلکہ بیجا بھی جھڑکی ہین سہتے

بزرگون کی کرتے ہین تعظیم وخدمت
ہمین بال بچون سے ہے کتنی الفت

مگر اپنی رحمت سے برسا کے بادل
ہمارے لیے پھر دئیے جسنے جل تھل

دئیے ہین زراعت سے خرمن کے خرمن
بھرے ہین نہ مین کے خزانون سے دامن

ہر اک عضو اور اسمین قوت بھی دی ہے
بصارت بھی دی ہے بصیرت بھی دی ہے

یہ مان باپ بھائی بہن سب ہمارے
ہم اور آپ جیتے ہین جنکے سہارے

یہ فرزندون اور عزیز اپنے پیارے
جو ہین باعث راحت دل ہمارے

یہ سب نعمتین کیسی کیسی ملی ہین
ہمین راحتین کسقدر اُسنے دی ہین

ہم انعام اُسکے گنائین کہانتک
رہے عاجز اسمین شہ دو جہانتک

وہ مالک ہمارا وہ خالق ہمارا
جسے اپنا بندہ ہے اس درجہ پیارا

کہ دن رات اُسکی کرین ہم خطائین
نہین اور سب یاد اُسی کو بھلائین

مگر پھر بھی ویسا ہی وہ مہربان ہے
شفیق ایسی مان ۔ باپ ایسا کہان ہے

کبھی دم تم اُسکا بھی بھرتے ہو یارو
کبھی شکر اُسکا بھی کرتے ہو یارو

خدا کو نہین کچھ بھی پروائے طاعت — ہمارے ہی حق مین ہے بہتر عبادت
نہین اُسکا دربار اِن شاہون کا سا — جہانتک پہنچنا ہے دشوار سب کا
خدا کے ہے قبضے مین ساری خدائی — بہت ہی ہے آسان اُس تک رسائی
مصلے پہ جب با وضو تم کھڑے ہو — کرو یاد اُسے وہ کرے یاد تم کو
یہ ہے شکر اُسکا نماز اور کیا ہے — یہ طاعت ہے راز و نیاز اور کیا ہے
فقط پانچ وقت اسپہ ہوجاو عامل — خدا کی حضوری تمھین ہوگی حاصل
نماز اک ستون دین ہے اک عمارت — نماز اور وضو مین بہت ہی ہے حکمت
وضو کرکے ہوتی ہے کیسی بشاشت — مسامات کھلتے ہین رہتی ہے صحت
نمازون سے ہوتی ہے کی قدر و الفت — بڑھے صاف اور پاک رہنے کی عادت
نمازین پڑھو تم اگر با جماعت — بڑھے باہمی میل جول اور محبت
جماعت مین کیا بات ہے اقتدا کی — نظر آتا ہے اتفاق اس سے قومی
برہمن کوئی تھا ہوا اب مسلمان — کوئی شودر تھا اب وہ لایا ہے ایمان
مسلمان عرب کا ہو یا اصفہان کا — وہ ہو چین کا چاہے ہندوستان کا
وہ امریکہ یورپ کا ہو رہنے والا — وہ گورا ہے افریقہ کا یا ہو کالا
امیر و غریب اور شاہ و گدا سب — بہم ملکے کرتے ہین یاد خدا سب

کھڑے ہین تو بازو سے بازو ملے ہے
جو بیٹھین تو زانو سے زانو ملا ہے

جھکے ساتھ سجدے مین اک ساتھ جائین
وہ سب ملکے مانگین خدا سے دعائین

مساوات اسلام کا یہ نظارا
خدا کو ہے محبوب بندون کی پیارا

مساوات اسلام ہر کام مین ہے
یہ خوبی ہے کس مین یہ اسلام مین ہے

سمجھ ہے تو کہدیگا یہ تجربہ سچا
مسلمانون کا دین ہے سب مین سچا

نمازون کے اوقات رکھے ہین ایسے
کہ دنیا کے بھی کام ہین ہوتے رہتے

مسلمانو روزے بھی ہین فرض تم پر
خدا کی عبادت ہے یہ بھی سراسر

یہی اسمین حکمت ہے اے بندہ پرور
کہ ہو بھوکے اور پیاسے رہنے کے خوگر

وہ بچے یتیم اور محتاج بھائی
نہین جنکی دنیا مین کچھ بھی کمائی

تمہین انکی تکلیف کا درد آئے
غریبون کی حاجت روائی کرائے

ملے تم کو افطار کے وقت لذت
تو ہو قدر نعمت کرو شکر نعمت

یہی روزہ کل جسم کا تطہیر ہے
اسی روزے سے نفس کا تزکیہ ہے

خدا نے دیا اسلیے مال و دولت
کہ کھاؤ کھلاؤ کرو تم سخاوت

زکات اور خیرات دیتے رہو تم
خدا سے جزا اسکی لیتے رہو تم

غریبون کو دیتے رہو حسب حاجت
زکات اور خیرات بھی ہے عبادت

تمہاری طرف سے جو داد و دہش ہو
زکات اور خیرات آتی ہے گر
کمیٹی کی تجویز سے خرچ وہ ہو
اگر تم کو توفیق ہو اور قدرت
ہزاروں روپے ہو یونہی تم اڑاتے
خلیل[1] خدا نے ذبیح[2] خدا نے
چلی آتی ہے تب سے تکریم کعبہ
وہ مکے میں اللہ کا گھر ہے پہلا
بزرگی ہے کعبے کی قرآن میں آئی
یہ حج ایک تو رکن اسلام کا ہے
وہاں ساری دنیا سے ہر سال دیکھو
بہم ملنے جلنے سے ہوتی ہے الفت
خدا نے کیا اس سے حج فرض تم پر
صفات اپنے اسلام کے سارے بھولے

یتیموں کی بیواؤں کی پرورش ہو
ہر اک شہر میں جمع ہوتا ہے زر
بقدر ضرورت ملے مستحق کو
عرب میں کرو جا کے حج اور زیارت
مگر حج کو جانے سے ہو جی چراتے
بنایا تھا کعبہ کو حکم خدا سے
رہی مشرکوں میں بھی تعظیم کعبہ
جناب محمد کا مولد جہاں تھا
خدا نے بتائی ہے اسکی بڑائی
سوا اسکے بھی یہ بڑے کام کا ہے
مسلمان لاکھوں ہی آتے ہیں حج کو
بڑھاتا ہے حج اتفاق اور اخوت
ترقی کرو تم کھلیں اور جوہر
اسی زندگی پر ہوا اس درجہ بھولے

[1] حضرت ابراہیم خلیل اللہ
[2] حضرت اسمعیل ذبیح اللہ

مسلمانو اب بھی تو مانو خدا کو — بصیر اور قہار جانو خدا کو

تمہارے وہ کرتوت سب دیکھتا ہے — چھپے بھی اور ادون کا عالم خدا ہے

محمدؐ نے کیا کیا اذیت اُٹھائی — اُسے سُن چکے جیسی تکلیف پائی

رہی جاگتے سوتے بھی یاد اُمت — یہ ناشاد اُمت یہ برباد اُمت

رہ حق مین گھر بار اپنا لٹایا — نواسے نے اپنا گلا بھی کٹایا

لہو سے صحابہؓ کے سینچا گیا تھا — تب اسلام کا باغ پھولا پھلا تھا

بہایا بزرگون نے جب خون اپنا — دلون پر تب اسلام کا سکہ بیٹھا

مسلمان جب مر گئے لاکھون لڑکے — یتیم اسطرح ہو گئے لاکھون تڑپ کے

ہوئین لاکھون ہی بیبیان رانڈ بیوا — ہوا پار اسلام کا تب تو بیڑا

یہ جانبازیان ساری کس کیلیے تھین — یہی قوم تجھ سے وہ جسکے لیے تھین

سمجھتے تھے وہ چند روزہ ہے دنیا — بہت کم انھین التفات اسطرف تھا

خیال اُنکو عقبیٰ کا تھا اس سبب سے — ڈرا کرتے تھے وہ خدا کے غضب سے

عقیدہ تھا پکا تو کامل یقین تھا — ہر اک امر مین اُن کو ملحوظ دین تھا

وہ احکام خالق پہ تھے جان دیتے — جو لڑتا انکی تھے وہ جان لیتے

محبت مین آپس کی ملتی تھی لذت — اخوت ہی کو وہ سمجھتے تھے دولت

بنی نوع انسان کے ہمدرد تھے وہ — حقیقت تو یہ ہے بڑے مرد تھے وہ
وہ قبروں مین آرام سے سو رہے ہین — انھین کیا اب اپنے کو ہم رو رہے ہین
عبث اپنے اقبال کا ہے فسانہ — لبون پر ہے شکوہ زبان پر ترانہ
یونہی وقت باتون مین کھوتے رہینگے — فقط لکچرون ہی مین روتے رہینگے
کرینگے نہ کچھ بھی بہت کچھ کہینگے — ہمیشہ یون ہی جلسے ہوتے رہینگے
فقط قوم مردہ کی ہے یاد آتی — دسمبر مین ہر سال ہوتی ہے یہی
عمل کچھ نہین صرف دعوے بڑے ہین — وہ دیکھو مخالف کھڑے ہنس رہے ہین
دعاؤن مین اپنی اثر ہی نہین ہے — اثر کیا ہو درد جگر ہی نہین ہے
مسلمان ہونیکا غرّا فقط ہے — عمل کہہ رہے ہین کہ دعویٰ غلط ہے
جب احکام دین پر عمل ہی نہین ہے — تو کیونکر کہین ہم کہ دل سے یقین ہے
نہین کچھ بھی پروا جو دولت نہین ہے — بڑا غم تو یہ ہے اخوت نہین ہے
عزیزو یہ بات اتفاقی ہے اتبک — چمک نور ایمان کی باقی ہے اتبک
ہوئے صاف اسلام کی ہم ہین تلچھٹ — ہم اسلام کے سکے ہین بھی تو سلپٹ
مدینے مین آرام کرتے ہین حضرت — مگر اب بھی امت پہ ہے چشم رحمت
تڑپتے ہین احمد نہین چین آتا — مگر انکی امت کو کیا اس کی پروا

محمدؐ میں ہے بچپن پیارا محمدؐ ‏ یہ کس منہ سے کہئے ہمارا محمدؐ
یہ کس خواب خرگوش میں یارو ہو تم ‏ اگر آدمی ہو تو انسان بنو تم
اگر یاد ہوتی خدا کی خدائی ‏ برتتے نہ تم ایسی بے اعتنائی
ذرا دیکھو تم قوم عاد اب کہاں ہے ‏ کہیں قوم تبع کا بھی اب نشان ہے
بہی نوح کی قوم پانی کی رو میں ‏ ہوئیں ناگہاں کیسی برباد قومیں
نہ نمرود ہے اب نہ فرعون باقی ‏ ہمیشہ رہا ہے یہاں کون باقی
حکومت کی ہے کسقدر مہربانی ‏ ہمارے ہی اعمال سے ہے گرانی
یہ ہیضہ یہ طاعون یہ قحط کیا ہے ‏ خدا کا غضب ہے عذاب خدا ہے
عذاب آتے کچھ دیر لگتی نہیں ہے ‏ ڈرو اس سے وہ اسرع الحاسبین ہے
کرو مطمئن دل کو یاد خدا سے ‏ سمندر میں ہمکو بھی جائینگے پیاسے؟
لگائے ہو دنیا سے تم اسقدر دل ‏ نہیں فکر عقبیٰ خدا سے ہو غافل
امارت حکومت کے بندے ہوئے ہو ‏ اسے حاصل زیست سمجھے ہوئے ہو
یہی ہے خیال اور مشرب یہی ہے ‏ کہ انسان بنانے سے مطلب یہی ہے
نہیں حاصل زندگی عیش و عشرت ‏ ہوئی آفرینش تو بہر عبادت
خدا کیلیے بات کہنا عبادت ‏ قدم راہ حق میں ہے رکھنا ریاضت

یہ عزت کے بندو خدا سے ڈرو تم ۔ غریب ایک دن ہو کے شاید مرو تم

یہ غفلت تمھین زک پہ زک دیتی گی ۔ کہین بھیک بھی تو نہ مانگے ملے گی

پڑھو پہلے مذہب کی پوری کتابین ۔ نہ پوری سہی کچھ ضروری کتابین

پڑھو بھی انگریزی بھی ذوق سے تم ۔ کرو پاس بی اے، ایم اے شوق سے تم

مگر کیون نہو پورے صاحب بہادر ۔ رہو پھر اسلام کے بے بہا دُر

حکومت لیاقت سے حاصل کرو تم ۔ کلکٹر کمشنر گورنر بھی ہو تم

جو ارکان اسلام ہین وہ نہ چھوڑو ۔ تم اخلاق اسلام سے منہ نہ موڑو

رہے دلمین اسلام کا گھر ہمیشہ ۔ خداوند قہار کا ڈر ہمیشہ

لبون پر تبسم رہے آہ دل مین ۔ رہین کام مین ہاتھ اللہ دل مین

بہت کھو چکے ابتو سیکھو خدارا ۔ بہت سو چکے ابتو اُٹھو خدارا

حضور خدا تم کو جانا ہے یارو ۔ اُسے ایک دن منہ دکھانا ہے یارو

تمہارا خدا ایک ہے آؤ یارو ۔ رہو نیک اور ایک ہو جاؤ یارو

یہ صدقہ جناب محمدؐ ہی کا ہے ۔ جو ابتک در توبہ کچھ کچھ کھلا ہے

نہو ناگہان روح و تن مین جدائی ۔ بھروسا ہے کیا سانس آئی نہ آئی

ترقی پہ ہردم جلال خدا ہے ۔ در توبہ بند اب ہوا چاہتا ہے

غزل نعتیہ

نتیجۂ فکر جناب منشی شاہ محمد ممتاز علی صاحب آہؔ تلمیذ رشید حضرت امیر مینائیؒ

کن سے بھی پہلے مکین لامکان تو ہی تو تھا
کچھ نہین تھا اک نشان بے نشان تو ہی تو تھا

مار ڈالا دو جہان کو اک نگاہ لطف سے
قاتل عالم مسیحائے زمان تو ہی تو تھا

تیرے الطاف و کرم مین شان یکتائی رہی
دشمن جان پر بھی اپنے مہربان تو ہی تو تھا

حسن مطلق کی نظر مین ناز بنکر بس گیا
بے نیازی کا سبب اے جان جان تو ہی تو تھا

عرش با انداز تھا جس کا شب معراج مین
حق تعالے کا وہ پیارا میہمان تو ہی تو تھا

دوست دنیا و دین کیا کیا لٹا ئی خلق مین
گنج خوبی قاسم گنج نہان تو ہی تو تھا

رات دن خون جگر سے آبیاری جسنے کی
گلشن اسلام کا وہ باغبان تو ہی تو تھا

جسکے خادم قیصر و کسرے سے افضل ہو گئے
فقر کی مسند پہ وہ شاہ زمان تو ہی تو تھا

آہ کی ہے عرض اب کیون ہے تغافل سقدر
امت عاصی پہ بیحد مہربان تو ہی تو تھا



قطعہ تاریخ

قطعہ تاریخ طبع نتیجہ طبع شاعر نازک خیال سر آمد اہل کمال عالیجناب منشی محمد حسین صاحب حسن وکیل سرکار ساکن فیض آباد تلمیذ حضرت امیر مینائی رحمۃ اللہ علیہ

مشہور جہان حضرت ممتاز علی آہ — شاگرد امیر احمد مینائی مرحوم

سب جانتے ہیں آپ کو واقف ہے زمانہ — ہے ملک معانی میں بڑا شور بڑی دھوم

شاگردوں میں اُستاد کا رتبہ تھا انہیں کا — ہم جاننے والے ہیں ہمیں خوب ہے معلوم

خوش خلق بھی خوش خو بھی خوش اطوار خوش فعل — وہ بات نہیں کرتے ہیں جو ہوتی ہے مذموم

غم پاس بھٹکتا نہیں ہیں زندہ دل ایسے — ہم نے تو محرم میں بھی دیکھا نہیں مغموم

اُستاد کی خدمت ہی میں رہتے تھے شب و روز — اسکا یہ صلہ پایا کہ خود ہو گئے مخدوم

مالک ہیں بلاغت کے خیالات ہیں عالی — حاکم ہیں فصاحت کے زبان انکی ہے محکوم

نقص آپ کے اشعار میں ڈھونڈے نہیں ملتا — وہ بھی مگر یار کی صورت ہوا معدوم

قطعہ تاریخ ریختۂ کلک گہر سلک جامع فضائل جناب مولانا شاہ محمد عبدالواحد صاحب واحد چشتی صابری متوطن قصبۂ فتح پور

عجب مثنوی آہ نے نظم کی
فصاحت کا اسلوب ہے دلپسند
مسلم ہے جو کچھ کیا ہے رقم
اگر غور سے کیجیے اک نظر

عدیل اسکا دیکھا نہ ہم نے سُنا
بلاغت کا عنوان ہے معجز نما
موثر ہے لکھا ہے جو واقعا
خلاصہ ہے تاریخ اسلام کا

لکھی کلک واحد نے تاریخ یہ
گل گلشن سیر مصطفےٰ

۱۳۴۹ھ

دین و دنیا کی سعادت آپ کی قسمت میں تھی
رشک کے قابل جہان میں ایسی ہی تقدیر ہے

حصے میں معجز کے آیا مصرع تاریخ طبع
یہ سراپا واقعی اسلام کی تصویر ہے
۱۳ھ۴۹

ولہ

بزبان فارسی

نازم بکلک آہ کہ نقش بدیع او
بے پردہ حسن شاہد مستور وا نمود

از سیرت نبی سخن دلفریب گفت
ہم جانب حقیقت دین اعتنا نمود

از بعثت و رسالت و تبلیغ دین حق
بود انچہ گفتنی ہمہ را برملا نمود

احوال صدر ملت و دین تا زمان حال
وز انقلاب دہر بیان ماجرا نمود

واین جملہ سعی آہ نہ از بہر شہرت است
فکرے کہ او نمود ز بہر خدا نمود

منت بجان شعر ز نظم بیان نہاد
ہم اہل شعر را بشعور آشنا نمود

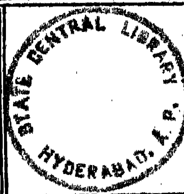
معجز نوشت مصرع تاریخ حسب حال
روداد حال و ماضی اسلام ادا نمود
۱۳ھ۴۹

قطعات تاریخ از نتیجہ فکر شاہ محمد عبدالباری آسیؔ خلف و تلمیذ حضرت مصنف مدظلہ

زہے مثنوی یاد اسلام آسیؔ
یہ ہے مختصر سیر مصطفیٰؐ
خلاصہ ہے تاریخ اسلام کا
مسلمان مسلمان ہین نام کے
تنزل کا رونا ہے اس مین اگر
ضرورت ہے اصلاح کی جسقدر

بہت خوب یہ نظم واللہ ہے
جو دونون جہان کا شہنشاہ ہے
بہت آہ ہے تو کہین واہ ہے
بہت قوم کا حال جانکاہ ہے
بتائی ترقی کی بھی راہ ہے
تڑپ جسکے دلمین ہے آگاہ ہے

جو تاریخ پوچھی تو دل نے کہا
کہ تاریخ اسلام از آہ ہے
۶ + ۱۳۴۳
۱۳۴۹ ھ



دیگر

میرے والد نے قومی کہی مثنوی
مین نے اے آسیؔ تاریخ اسکی کہی
حق یہ ہے انکا یہ کام بیمثل ہے
مثنوی یاد اسلام بیمثل ہے
۱۳۵۰ ھ